۴۱۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رپورٹ!

شیعہ اثنا عشری جماعت (بمبئی)

از یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء لغایۃ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۱ء۔

پیش کردہ!!

ذاکر حسین فاروقی، بی، اے

سیّد ذکی حسن رضوی!

جنرل سکریٹری

maablib.org

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار برصغیر
maablib.org

یا علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا علی

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

رپورٹ

شیعہ اثنا عشری جماعت (بمبئی)

یکم ستمبر ۱۹۴۹ء لغایتہ ۳۱ اگست ۱۹۵۱ء

پیش کردہ

ذاکر حسین فاروقی۔ بی۔ اے۔

سید ذکی حسن رضوی!

جنرل سکریٹریان!

طابع کنندہ جوہری زادہ بمبئی ۳

اسمائے گرامی عہدیداران

شیعہ اثنا عشری جماعت بمبئی

عالی جناب فخر ملت حاجی سید ابو محمد صاحب	صدر شیعہ اثنا عشری جماعت
" سید اکرام حسین صاحب ہوٹل والے	نائبین صدر
" سید خورشید حسین صاحب بدر لکھنوی	
" وزیر بھائی صاحب	
" سید قاسم حسین صاحب	خازن
" ذاکر حسین صاحب فاروقی بی اے	آنریری جنرل سکریٹری
" سید ذکی حسن صاحب رضوی	
" حکیم سید کلب حسین صاحب	صدر شعبہ دینیات
" سید محمد صاحب زیدی	سکریٹری " "
" سید صفدر حسین صاحب زیدی	صدر شعبہ تعلیمات
" ماسٹر سید امیر حسن صاحب	سکریٹری " "
" ولی بھائی سلیمان صاحب	صدر شعبہ مجالس
" سید صغیر حیدر صاحب رضوی	سکریٹری " "
" سید مہدی حسن صاحب عالی	صدر شعبہ معاشرت
" حیدر حسین صاحب عراقی	سکریٹری " "
" حکیم عباس علی صاحب	صدر شعبہ امور عامہ
" سید حیدر کرار صاحب رضوی	سکریٹری " "

maablib.org

حضرات!

ہم مجلس عاملہ شیعہ اثنا عشری جماعت (بمبئی) کی جانب سے آپکی خدمت میں گذشتہ دو سال کی رپورٹ پیش کرنیکا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء کو امامیہ مسجد میں محسن قوم عالی جناب حاجی سید اکرام حسین صاحب ٹرسٹی امامیہ مسجد ٹرسٹ کی صدارت میں شیعیان بمبئی کا ایک جلسہ عام قوم کے فقدان تنظیم، اور انتشار ملی پر غور کرنے کیلئے منعقد ہوا تھا۔ اس جلسے میں یہ طے پایا تھا کہ بمبئی کے شیعوں کو ایک مرکز پر مجتمع کرنے، ان میں روح عمل دوڑانے، ان کے جسد قومی میں ایک خون تازہ پیدا کرنے اور ان کی سماجی، تمدنی، معاشی اور تعلیمی زندگی کو سنوارنے کے لئے شیعہ اثنا عشری جماعت (بمبئی) کے نام سے ایک منظم اور باعمل ادارہ وجود میں لایا جائے اس کے ساتھ ہی اس جلسہ عام میں جماعت کی صدارت کے لئے ملت شیعہ کی مایۂ ناز شخصیت اور ہماری قوم کے محبوب باعمل قائد فخر ملت الحاج سید ابو محمد صاحب کا انتخاب عمل میں لایا گیا فخر ملت حاجی سید ابو محمد صاحب نے گذشتہ پچیس ۲۵ سال میں ملت شیعہ کی جو عظیم اور گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے پیش نظر ان کا متفقہ انتخاب قوم کی بیداری اور عوام کے نئے عمل پسند رجحانات کا آئینہ دار تھا۔ آپ ایسے باعمل فعال اور حیرت آفریں قائد کے لئے جس انقلابی متحرک اور زندگی کے شراروں سے بھرپور مجلس عاملہ کی ضرورت ہو سکتی تھی اسکا بھی اسی جلسہ میں انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور جماعت کی شیرازہ بندی کا کام اسکے سپرد کر دیا گیا۔

حضرات! ہماری قوم میں قیادت کا جو پرانا معیار تھا وہ یہ تھا کہ ہم عیش پسند امراء، بے عمل خطاب یافتگان یا زندگی سے محروم سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں قوم کی سیادت سپرد کر دیا کرتے تھے۔ اسکا جو نتیجہ ہو سکتا تھا وہی ہوتا تھا۔ نرم گرم گدوں پر بیٹھ کر قومی سیادت کا جو تفریحی کھیل کھیلا جاتا تھا اس سے نہ تو قوم میں کوئی بیداری پیدا ہو سکتی تھی نہ اسکے قوائے عمل میں کوئی نئی

زندگی دوڑ سکتی تھی اور نہ وہ زندگی کے میدان میں جہد للبقا کی ذمہ داریوں کو پورا
کرسکتی تھی۔ آج کے جمہوری دور میں جبکہ عوام بیدار ہوچکے ہیں نئی نئی قومیں ابھر رہی ہیں
اور انقلاب وعمل کی چنگاریاں فضا میں پھیلی نظر آتی ہیں رجعت پسند اور ناکارہ قیادت
کسی جماعت کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ شیعیان بمبئی مستحق مبارکباد
ہیں کہ انھوں نے آنے والے انقلاب کی دستک سنی اور قومی سیادت کے پرانے درفرسودہ
راستوں کو چھوڑ کر اپنے لئے وہ نیا جادہ اختیار کیا جو آج کے عوامی دور اور اسکے مقتضیات کی
تکمیل کرسکتا تھا۔ انھوں نے اصرار کے در پر جبیں سائی کا راستہ چھوڑ کر قیادت کا معیار خلوص
صلاحیت اور عمل کو قرار دیا انھوں نے ناموں کو دیکھنے سے انکار کر دیا اور کاموں کو معیار
فضیلت قرار دیا۔ انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں زمام قومی دیرہے
ہیں ان کے دوش پر زرکار قبائیں ہیں یا نہیں۔ ان کے ناموں کے ساتھ خطابات کی
فہرستیں وابستہ ہیں کہ نہیں۔ ان کے پاس سیم وزر سے بھرے ہوئے خزانے ہیں یا نہیں
انھوں نے صرف یہ دیکھا کہ یہ لوگ جن کے سپرد جماعت کا انتظام کیا جارہا ہے باعمل ہیں
یا نہیں جوش اور زندگی سے بھرپور ہیں یا نہیں۔ خلوص وایثار کے پیکر ہیں یا نہیں۔ اور
جب ان کو یہ یقین ہوگیا کہ یہ لوگ مخلص ہیں باعمل ہیں، اور اسکی پوری صلاحیت رکھتے ہیں
کہ ایک قومی اور عوامی تحریک کو کامیاب بنا سکیں تو انھوں نے پوری بے خوفی کے ساتھ
پورے اعتماد کے ساتھ اور پورے عزم کے ساتھ ان لوگوں کا متفقہ طور پر انتخاب کر لیا یہ
ایک بڑا انقلابی اقدام تھا کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیعیان بمبئی اب صرف انجمن
سازی کا کوئی کھیل کھیلنا نہیں چاہتے بلکہ اپنی قومی زندگی کو سدھارنے اور سنوارنے
کا پورا پورا عزم کرچکے ہیں۔ وہ اب بعض تجاویز پاس کرنے والی انجمنوں کے جال میں پھنسنے
پر تیار نہیں بلکہ ایک ایسا عملی اور تعمیر پسند ادارہ بنانا چاہتے ہیں جو ان کی زندگیوں میں

ایک نیا انقلاب اور ان کی حیات اجتماعی میں ایک ایسی اثر آفریں تبدیلی پیدا کر سکے جس سے وہ زندہ اقوام ہند میں شمار کئے جا سکیں وہ اب ملت کی لاش پر نوحہ گری کرنے والے ادارے نہیں بنانا چاہتے۔ بلکہ چارہ گروں کو میدان میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ طلائی گھڑیوں۔ ریشمی شیروانیوں اور ہیرے کی انگوٹھیوں کی رنگین مگر بے عمل وادیوں میں نہیں بھٹکنا چاہتے بلکہ ان قوتوں کو سامنے لانا چاہتے ہیں جن میں سنگ و آہن کی صلابت اور باد و باراں کا جلال پایا جاتا ہو۔ وہ شبنم سے لطیف خطابت کے قائل نہیں رہے۔ وہ اب دلوں میں آگ بھڑکانے والے اور خون میں تلواروں کی برش دوڑا دینے والے الفاظ سے کھیلنا چاہتے ہیں وہ ریشمی قالینوں پر نازک خرامی اور قاقم و سنجاب سے منڈھی ہوئی کرسیوں پر جلوہ افروزی کو قبول کرنے پر تیار نہیں۔ وہ پہاڑوں سے سر ٹکرانے والے طوفان، اور پشتوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالنے والے سیلاب وجود میں آتے دیکھنا چاہتے ہیں۔

شیعیان بمبئی کی یہ بیداری اور ان کے یہ انقلابی تصورات بجائے خود ہمت بندھانے والے جوش و خروش بڑھانے والے اور سرگرمی پیدا کرنے والے تھے اور انھوں نے جو نظام قیادت اپنے لئے تیار کیا وہ پورے طور پر اسی سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا۔ قومی زندگی میں یہ ایک طرح نو تھی جو ڈالی گئی، اور ہماری دو سال کی رپورٹ یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ شیعیان بمبئی نے یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء کو جو فیصلہ کیا تھا۔ یا کارکنان کا جو انتخاب کیا تھا وہ بالکل صحیح اور نئے دور کی نئی ضروریات سے پورے طور پر ہم آہنگ تھا۔

اس جلسہ کے محض پانچ روز کے بعد ایام عزا آ گئے اس مختصر سے وقفہ میں شعبہ مجالس کا قیام اور جیسا کہ آپ کو آئندہ صفحات میں معلوم ہوگا۔ بمبئی میں پہلی مرتبہ دو ماہ آٹھ روز کی عزاداری کی رسم ایجاد کر دینا بمبئی کی بے پناہ گرانی کے باوجود اتنے عرصہ تک روزانہ بڑے پیمانہ پر مجالس کا انعقاد ایک نوزائیدہ جماعت کے لئے کوئی آسان کام

نہیں تھا ہم نے محض عزم و ہمت کے سہارے یہ کارنامہ انجام دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہماری جماعت غریبوں پر مشتمل ہے مگر اسکے ساتھ ہی اپنی آن کو اپنی خودداری کو اور اپنی اجتماعی عزت کو فروخت کرنے پر کسی حالت میں بھی تیار نہیں اتنا بڑا کام جسکے لئے کئی ہزار روپے چاہئے تھے ہم نے اس عالم میں شروع کیا جب ہمارے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تھا۔ اور آج محض دو سال کی قلیل مدت میں محض ہماری ذہانت، ہماری صلاحیت کا ہماری حقیقت پسندانہ روش ہمارے خلوص اور ہماری محنت کے نتیجہ میں ہماری جماعت جسکے پاس آج سے محض دو سال قبل ایک پیسہ بھی نہیں تھا، شدید مخالفتوں اور ہنگاموں کے باوجود بفضل الٰہی اس قابل ہے کہ وہ اتنے عملی شعبے چلا رہی ہے جسکا مجموعی خرچ پانچسو روپے ماہوار سے بھی زیادہ ہے۔ ممبران سے ہمیں جو چندہ ممبری ابتک وصول ہوا وہ اتنا قلیل ہے کہ جماعت کی موجودہ پوزیشن میں اسکا تذکرہ بھی غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ عام شیعیان بمبئی ہمسے تعاون نہیں کر رہے ہیں یا ان میں جماعت کی رکنیت قبول کرنیکا پورا پورا جذبہ موجود نہیں ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہمنے خود ہی ممبر سازی کے دائرہ کو محدود رکھا۔

(ہماری اس گذارش سے یہ نہ سمجھا جائے کہ خدانخواستہ) جماعت کے فیوض محض ممبران تک محدود رکھے جانا مقصود ہیں بلکہ ہر شیعہ کیلئے عام رکھے گئے ہیں خواہ وہ ممبر ہو یا نہو جماعت کے ماتحت جتنے ادارے کام کر رہے ہیں ان کا تعلق پوری شیعی آبادی سے ہے لاوارث میت کسی کی بھی ہو جماعت اسکی تدفین کا انتظام کرتی ہے۔ نکاح و طلاق کے مسائل بھی کے انجام دیتی ہے۔ شعبہ بے روزگاری ہر شیعہ کی بلا امتیاز ممبر و غیر ممبر خدمت کرتا ہے شعبہ خواتین کی ملکیت ہے۔ طبی امداد کا شعبہ انسانی خدمت کے اصول پر چلایا جاتا ہے۔ اور زائرین کی خدمت کا دائرہ تو پورے شیعیان ہند پر حاوی ہے۔ اب آپ لازمی طور پر یہ پوچھیں گے کہ پھر ممبران کو کیا خصوصی اختیارات اور کون سی خصوصی مراعات حاصل ہیں۔

* تعلیمات اور یتیمی وظیفات کی سکیم کا عنقریب اعلان کیا جائیگا *

واقعہ یہ ہے کہ ممبری کے باب میں بھی ہمارا تصور اسی طرح نیا اور انقلابی ہے جسطرح قیادت کے باب میں تھا ہمارے نزدیک ممبر کا مفہوم یہ نہیں کہ ایک شخص محض فارم ممبری بھر کے اور چندہ دیکے سو جائے ہم جماعت کی رکنیت کا شرف صرف ان لوگوں کو دینا چاہتے ہیں جو قوم کا کام کریں. جو عملی کارکن ہوں اور جو جماعت کی تنظیمی اور جماعتی زندگی میں عملاً حصہ لیتے ہیں۔ جہانتک خدمت کا تعلق ہے اسکا دائرہ صرف عملی ممبران تک محدود رہنا چاہئے۔ ممبران کا کام ہے جماعت کے اندرونی نظم وضبط کو درست رکھنا جماعت کے کارکن اور عہدیدار منتخب کیا کرنا جماعت کے اخراجات چلانا. جماعت کے حسابات کی دیکھ بھال رکھنا، اور جماعت کے اندرونی بندوبست کو درست رکھنا یہی وجہ ہے کہ جماعت کی ممبری کی تعداد محدود رہی آپ جانتے ہیں کہ ہمیں ویسے تو عملاً پوری قوم کا دلی تعاون حاصل ہے. اور اسکا ایک ادنی ثبوت یہ ہے کہ ہماری محض ایک آواز پر ہزاروں شیعیان بمبئی اپنی شدید مصروفیتوں کے باوجود ہمارے جلسوں میں جمع ہو جاتے ہیں مگر کام کرنے والے بہر حال اتنی بڑی شیعہ آبادی کے تناسب سے کم ہیں. ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے پاس اچھے اور مخلص کارکنوں کی تعداد جتنی بڑھتی جائے گی اتنی ہی ہم جماعت کے شعبہ جات میں اضافے کرتے جائیں گے. اور اپنے افلاس کے باوجود ایک دن آپکو یہ دکھادیں گے کہ ہم ایک ایسا ادارہ وجود میں لاسکتے ہیں کہ جو ہر لحاظ سے ملت شیعہ کے شایان شان ہو. ہم نے کبھی سرمایہ کو وقعت نہیں دی۔ ہم کارکنوں کو وقعت دیتے ہیں. اچھے کارکن ملجائیں تو وہ بجائے خود ایک بڑی دولت ہیں اور سرمایہ ان کے قدموں سے لپٹ کر خود بخود ہمارے پاس کھنچ آتا ہے. اسکا ایک عملی ثبوت ہم خود اپنی گذشتہ دو سال کی زندگی میں پیش کر چکے ہیں اور ہمارے حسابات اس حقیقت کو پورے طور پر آپ کے ذہن نشین کرادیں گے.

احسان ناشناسی ہو گی اگر ہم اس موقعہ پر چند خاص شخصیتوں کا شکریہ ادا نہ کریں۔ ہم سب سے زیادہ ممنون ہیں ٹرسٹیان امامیہ مسجد ٹرسٹ کے، جنھوں نے ہمیں مسجد میں اپنا دفتر رکھنے کی اجازت دی۔ مسجد کے بالائی حصہ میں فاطمی سلائی کلاس قائم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اور مسجد میں ہمارے جلسوں کی ہمیشہ اجازت عطا فرماتے رہے۔ انھوں نے ہم سے جس عدیم المثال تعاون کا مظاہرہ کیا ہے وہ ہماری قومی زندگی کا ایک درخشاں ورق ہے۔ ان ٹرسٹی صاحبان میں ایک تو خود ہماری جماعت کے صدر فخر ملت جناب حاجی سید ابو محمد صاحب ہیں جو جماعت کی طرح ٹرسٹ کے بھی روح رواں تصور کئے جاتے ہیں اور دوسرے ٹرسٹیوں میں جناب حاجی سید اکرام حسین صاحب، جناب سید قاسم حسین صاحب، جناب حکیم سید کلب حسین صاحب و سید مصطفےٰ حسین صاحب و جناب سید احمد حسین صاحب ہماری جماعت کے سرکردہ اراکین میں شمار ہوتے ہیں۔ محسن قوم جناب حاجی سید اکبر حسین صاحب زری والے جس طرح ٹرسٹ کے چیرمین اور مربی ہیں اسیطرح جماعت کے بھی مربی و سرپرست ہیں۔ موصوف کی ذات گرامی ہر لحاظ سے شیعیان بمبئی کے لئے مستحق نازش ہے۔ اور آپ نے جو عظیم ملی خدمات انجام دی ہیں یہ انھیں کا نتیجہ ہے کہ آج شیعیان بمبئی میں آپکو وہ عزت حاصل ہے جو دوسروں کو مشکل سے نصیب ہو سکتی ہے۔

ہم انجمن خدام القرآن کے بھی انتہائی ممنون ہیں اسلئے کہ اس نے ہماری تحریک سے ہمیشہ گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور نہ صرف یہ کہ قومی دار المطالعہ قائم کرنے کے لئے ایک بڑی رقم عنایت کی۔ بلکہ ہمارے شعبہ جات تعلیم و دینیات کی تقویت کے لئے اپنے ہفت روزہ مذہبی جلسوں کا وہ سلسلہ جو گذشتہ ۱۶ سال سے مسلسل جاری تھا۔ امامیہ مسجد میں منتقل کر دیا تاکہ ہماری جماعت کے افراد بھی اس سے مستفید ہو سکیں یہ ایک بڑی عملی معاونت تھی۔ اور ہم اسکے لئے ادارۂ مذکور کے انتہائی ممنون ہیں۔ ادارہ خدام القرآن

کے صدر محترم اور سرپرست خصوصی عالی جناب حاجی سیٹھ رجب علی پی ابراہیم صاحب نے ہماری تحریک سے ہمیشہ انتہائی دلچسپی کا اظہار کیا، اور دامے درمے قدمے سخنے، ہمیشہ جماعت کی تمام سرگرمیوں کو کامیاب بنانے میں حصہ لیتے رہے۔ ہم ان کے انتہائی ممنون ہیں۔

ہم ان حضرات کا بھی دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے بغیر کسی جذبہ نمود کے جماعت کی ہر موقع پر ہر حیثیت سے مالی، اخلاقی اور علمی امداد فرمائی۔ آپ جانتے ہیں کہ محض چندہ ممبری سے اتنے بڑے کام اور اتنا بڑا خرچ نہیں سنبھالا جا سکتا تھا۔ اور اگر ہمارے بعض مخلص، پرجوش اور جذبہ قومی سے سرشار بزرگ ہماری مدد نہ کرتے تو شاید ہم اتنے کام انجام نہ دے سکتے یہ انھیں کا فیض ہے اور انھیں کی خاموش معاونت کا نتیجہ ہے جو ہم اتنی خدمات انجام دے سکے۔ اسلئے بمصداق "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰه" ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کا شکریہ ادا کریں۔ ہم تمام حضرات کے اسمائے گرامی ضرور شائع کرتے مگر یہ وہ لوگ ہیں جو بالکل نہیں چاہتے کہ ان کا نام سامنے لایا جائے۔ انھوں نے جو کچھ کیا ہے خالصتاً فی سبیل اللہ کیا ہے اور اس کا اجر ان کو صرف خدا ہی سے حاصل ہوگا۔ آخر میں ہم اپنے علمائے کرام کا شکریہ ادا کرنا ضروری تصور کرتے ہیں جن کی دعاؤں اور علمی تعاون سے نہ صرف یہ کہ ہمیں ہمیشہ آسرا ملا بلکہ ہم اپنے کاموں کو آسانی سے تکمیل تک پہونچا سکے۔ ہم سرکار شریعت مدار حجت الاسلام آقائے محمد حسن صاحب نجفی مدظلہ العالی کے ممنون ہیں کہ انھوں نے ہر موقع پر ہماری ہدایت اور ہمت افزائی فرمائی۔ آپ جانتے ہیں کہ امامیہ مسجد کی تحریک سے جناب شیخ مدظلہ العالی کو ہمیشہ گہری دلچسپی رہی۔ چنانچہ اس مسجد کا صیغہ وقف بھی جناب شیخ مدظلہ ہی نے جاری فرمایا تھا مسجد کی آبادی اور ترقی و توسیع کے لئے جب سے جماعت قائم ہوئی جناب شیخ مدظلہ

اس کی بھی امداد فرماتے رہے۔ سرکار شریعت مدار مولانا سید حمید حسین صاحب قبلہ ہماری مسجد کے ستون اعظم ہیں اور اسکے ساتھ ہی جماعت کے خصوصی پشت پناہ کی حیثیت رکھتے ہیں موصوف نے محض جماعت کی ہمدردی میں جو مصائب برداشت کئے ہیں وہ حقیقی مذہبی جوش اور سچے جذبہ حسینیت کا مظہر ہیں۔ جناب مولانا سید عاشق عباس صاحب قبلہ اور آقائے شیخ محمد رضا صاحب توحیدی بھی ہماری ہیش از ہیش معاونت فرماتے رہے ہیں اور ہم ان تمام حضرات کے دلی ممنون ہیں۔

ہم ان تمام واعظین اور ذاکرین کے بھی دلی ممنون ہیں جو ہماری دعوت پر تشریف لاتے رہے اور اپنے فیوض علمی سے ہمیں مستفیض فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم خطیب اعظم مولانا مولوی سید محمد صاحب قبلہ دہلوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں موصوف نے ہمیشہ ہماری جماعت کی سرپرستی فرمائی اور نہ صرف یہ کہ سدا ہماری دعوت پر لبیک کہا بلکہ جماعت کی ہر ممکن علمی استعانت فرماتے رہے آپ نے محض ہماری ہمت افزائی کے خیال سے جماعت کی رکنیت بھی قبول فرمائی اور اسطرح جماعت کی عزت میں چار چاند لگا دیئے۔ جماعت نے بھی اپنے جذبہ سپاس گذاری کے اظہار کے لئے جناب خطیب اعظم کو ایک شاندار جلسے میں ایک نقرئی کاسکٹ میں سپاسنامہ پیش کیا جسے آپ نے ازراہ عزت افزائی قبول فرما کے ہماری کلاہ فخر میں ایک نئے طرہ کا اضافہ فرما دیا۔ جماعت کی جانب سے جناب مولانا مولوی سید کلب عابد صاحب قبلہ کو بھی سفر عراق سے واپسی پر ایک شاندار سپاسنامہ پیش کیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ فخر قوم جناب مولوی سید کلب عباس صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس اور عالی جناب مولانا سید ابن حسن صاحب رضوی جارچوی۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ پرنسپل شیعہ کالج لکھنو کو بھی شاندار سپاسنامے پیش کئے گئے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ شیعوں میں یہ ایک نئی رسم ہے جسکا ہم نے آغاز کیا ہے ہمیں یقین ہے کہ اس کی دوسرے مقامات پر بھی تقلید کی جائے گی۔ ہم مولانا محمد طاہر صاحب قبلہ کے بھی انتہائی ممنون ہیں کہ موصوف ہماری دعوت پر برابر بمبئی تشریف لاتے ہیں اور ہمیں اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرماتے ہیں۔

شعبۂ مجالس!

آپ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ شعبۂ مجالس کی تشکیل عین اسوقت ہوئی تھی جب ماہ محرم سر پر آچکا تھا، آغاز مجالس محرم میں محض ایک دن باقی تھا اور ہمارے سامنے سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ اب جبکہ جماعت وجود میں آچکی ہے مجالس عزا اس شان سے ہونا چاہئیں جو آپ کے شایان شان اور آپ کی جماعت کے وقار کے مناسب ہوں۔ سب سے بڑا سوال سرمایہ کی فراہمی کا تھا۔ دوسرا مسئلہ کارکنانِ مجالس کے انتخاب کا تھا۔ اور تیسرا مسئلہ یہ تھا کہ مجالس میں شایان شان اجتماع ہو۔ وقت محض ایک دن کا تھا۔ اور کام ایک نئی جماعت کے لحاظ سے بہت ہی دشوار۔ مگر ہمنے ہمت کا دامن ہاتھوں سے نہیں چھوڑا۔ علی کا نام لیا۔ اور خدا کا سہارا۔ مظلوم کربلا کی مجلسیں کرنا تھیں اسلئے شمع حسینیت کے پروانے کمر ہمت باندھکر میدان میں کود پڑے اور ایک ہی دن میں ہمنے جو کچھ کیا وہ آپ کے سامنے ہے۔

تقریباً ایک ہزار روپئے کا چندہ ہوا، اور اس سے مجالس کی گئیں۔ عشرہ محرم کی مجالس ختم ہوئیں اور اسکے بعد ہی یہ طے کیا گیا کہ بمبئی میں عزاداری کی توسیع کا شرف شیعہ اثنا عشری جماعت کو حاصل ہونا چاہئے۔ اور ہمیں اس شہر میں ہندوستان کے دوسرے مقامات کی طرح دو ماہ آٹھ دن کی عزاداری کی داغ بیل ڈالنا چاہئے۔ آپ حضرات واقف ہیں کہ بمبئی میں عزاداری کا پورا زور و شور عشرہ محرم تک محدود رہتا ہے اور اس کے بعد

منظم طریقہ پر مجالس وغیرہ کا بندوبست نہیں رہتا۔ یہ صحیح ہے کہ مختلف حضرات اور انجمنوں کی جانب سے مجالس بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اور بعض اوقات باہر سے ذاکرین بلاکر خصوصی عشرہ بھی کئے جاتے ہیں۔ مگر کسی ایک مرکزی مقام پر منظم پیمانہ پر مسلسل ۲ ماہ ۸ دن مجالس کا انعقاد نہیں ہوتا۔ اور بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ عشرہ محرم کے اختتام کے بعد ہی بمبئی میں عزاداری ختم ہو جاتی ہے ہمنے سرمایہ کارکنان اور تنظیم کی کمی کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ بمبئی میں عزاداری کی ایک طرح نو ڈالی جائے اور مطابق رسم اہل ہند پورے ۲ مہینے ۸ دن منظم طریقہ پر عزاداری کی رسم انجام دیجائے۔ ایک نئی رسم کی ایجاد آسان کام نہیں ہوتا لوگوں کو روزانہ مجالس میں آنے پر آمادہ کرنا یا ان مجالس کے لئے سرمایہ فراہم کرنا یا عمدہ ذاکرین کا بندوبست کرنا یا کارکنان کا ہمہ وقت مستعد رہنا ایک نئی جماعت کے لئے آسان کام کو شروع کیا۔ اور یہ طے کر لیا کہ (یزدان بشکار آور اے ہمت مردانہ) ہمت کی جوان خرامیوں کے لئے محض عشرہ محرم کا عرصہ بہت مختصر تھا چنانچہ ہمنے یہ طے کیا کہ جب شیعوں کی نئی تنظیم کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔ تو اس نئی تنظیم کیلئے نئے رسوم بھی ایجاد کئے جائیں۔ ذہن فرسودہ ہوں اور عزائم محدود تو انسان ہمیشہ پٹی ہوئی راہوں پر ہی چلنے پر قناعت کرتا ہے۔ مگر جب ذہن میں ایجاد کا مادہ ہو۔ عزم میں فلک بوسی کی قوت ہو۔ ہمت پر جوانی کا نکھار ہو اور قوائے عمل میں خیبر شکنی کا زور ہو تو تقلید کے جادے از خود قدموں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ فکر ونظر کی جدتیں اجتہاد فکری و عملی کی نئی نئی راہیں کھول دیتی ہیں اور عمل کی توفیق اپنے لئے نئے نئے میدان تلاش کرنے لگتی ہیں۔ یہی واقعہ اس نئی جماعت کے ساتھ بھی پیش آیا۔ جماعت نئی تھی اور تنظیم کی نئی طاقتیں ابھر چکی تھیں۔ ان قوتوں کو اپنے اظہار کے لئے نئے جادے درکار تھے چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ بمبئی میں پہلی بار ۲ ماہ آٹھ دن کی عزاداری کی داغ بیل ڈالی جائے۔ کام مشکل تھا اور دشواریاں بہت۔ مگر ہم پورے

فخر کے ساتھ یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ آپ کی مقرر کردہ مجلس کمیٹی نے اس کارِ اہم کو پورے عزم وہمت کے ساتھ سنبھالا اور ہم بمبئی کی عزاداری کی تاریخ میں ایک نئے باب کے آغاز میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ہماری دلی خواہش ہے کہ بمبئی کو شیعوں کی مرکزیت حاصل ہو۔ بمبئی شیعی تحریکات کا گہوارہ بنے اور بمبئی میں بھی حسینیت کو اتنا ہی فروغ حاصل ہو جتنا کہ دوسرے مقامات پر حاصل ہوا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب بمبئی میں کھلم کھلا مجالس کا انعقاد بھی ناممکن تھا پھر ہمارے بزرگوں کی محنت اور جانفشانی کے نتیجہ میں یہ دورِ ظلمت ختم ہوا، اور ہم کھلم کھلا حسینؑ کا نام لینے کیلئے آزاد ہوئے اسکے بعد وہ دور آیا کہ بمبئی میں عشرہ محرم کی شاندار مجالس کا انعقاد ہونے لگا۔ سیاہ لباسوں شاندار سبیلوں ماتم داریوں شب بیداریوں اور مجالس کی گھماگھمی نے عشرہ محرم میں وہ فضا پیدا کرنا شروع کر دی کہ بمبئی کا محرم قابل دید شمار کیا جانے لگا۔ مگر ابھی تک یہ رسم محض ۱۲ دن تک محدود تھی اور ضرورت اس کی تھی کہ اسکی توسیع کی جائے۔ بمبئی کے محرم کو اسی معیار پر لایا جائے جس معیار پر ہندوستان کے دوسرے شیعی مراکز کا محرم ہوا کرتا ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ اس رسم کے آغاز کا شرف آپ کی جماعت کو حاصل ہوا، قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند — تقدیر کا فیصلہ یہی تھا کہ آپ یہ کارنامہ انجام دیں۔ چنانچہ آپ مستحق مبارکباد ہیں کہ آپ نے منشا، قدرت کی تکمیل فرمائی۔ آپ نے سرمایہ کی پرواہ نہیں کی کارکنان کی قلت کا خیال نہیں کیا موانع ومشکلات کو ٹھکرا دینے پر تل گئے۔ عزم کامل تھا اور دل خلوص سے بھرپور۔ آپ برابر آگے بڑھتے رہے ہمت سے کام لیتے رہے۔ اللہ اسکے رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ پر تکیہ رکھتے ہوئے اس پر تلے رہے کہ بمبئی کی عزاداری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ فرمائیں گے۔ خدا نے آپکے عزائم کو پورا کیا، اور آج بفضل الٰہی و بتائید رسالت پناہی آپ پورے فخر کے ساتھ یہ عرض کر سکتے ہیں کہ محض ایک دن کی تیاری

پر آپ وہ سب کچھ کر سکے جبکا آپکے پیش روؤں کو تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا بہرحال طرح نو ڈال دی گئی۔ یہ پہلا سال تھا اسلئے اسے نقش اول کہئے دوسرے سال نقش ثانی پیش ہوا اور یہ مشہور ہی ہے ؎ "نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول"۔ چنانچہ اس سال مجالس میں جو رونق جو گھما گھمی اور جو شان نظر آئی وہ گذشتہ سال سے بھی زیادہ ہمت آفریں تھی۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ ہم اس سلسلہ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو گئے۔

ان کے علاوہ معصومین علیہم السّلام کی ولادت و وفات کی تاریخوں میں بھی محافل و مجالس منعقد ہوتی رہیں اور ہر شب جمعہ کو پابندی مجلس منعقد کیجاتی ہے۔ اس طرح آپ کی جماعت نے دو سال میں ۷۵ مجالس منعقد کیں جو آجکے اقتصادی روح فرسا ماحول میں ایک بڑا کارنامہ تصور کیجا سکتی ہیں۔ ان مجالس پر اب تک مبلغ ۳۔ ۹۔ ۲۳۰۳ روپیہ صرف ہوئے یہ خالص حسینی خدمت جس شعبہ کے سپرد ہے اسکے صدر جناب ولی بھائی سلیمان صاحب اور سکریٹری جناب سید صغیر حیدر صاحب ہیں اور یہ دونوں حضرات انتہائی خلوص اور تندہی سے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں جسکے لئے وہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ مجالس کے سلسلہ میں جناب حاجی سید اکبر حسین صاحب زری والے۔ جناب سید نور الاسلام صاحب بکری والے۔ جناب اکرام حسین صاحب بکری والے۔ جناب سید حمید الحسن صاحب بکری والے۔ جناب محمد شفیع صاحب بکری والے۔ جناب سید اعجاز حسین صاحب بکری والے۔ جناب حکیم سید کلب حسین صاحب۔ جناب حکیم عباس علی صاحب۔ جناب سید مہدی حسن صاحب عالم۔ جناب سید خادم حسین صاحب لکھنوی بادلے والے وغیرہ کے انتہائی ممنون ہیں کہ انھوں نے ہماری انتہائی مالی اور عملی استعانت فرمائی ہم انجمن عزاداران حسینی کا اور دوسرے ماتمی دستوں کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری تصور کرتے ہیں جنھوں نے ایام عزا میں اپنی ماتمداری سے ہماری مجالس کی رونق بڑھائی خدا ان سب کو جزائے خیر دے۔

شعبہ تعلیمات

شیعہ اثنا عشری جماعت جن مقاصد کے ساتھ میدان وجود میں آئی ہے۔ ان میں ایک انتہائی اہم مسئلہ تعلیم کا ہے۔ آپ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ ملت شیعہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں انتہائی اقلیت میں ہے۔ اور یہ آج ہی کی بات نہیں بلکہ شیعہ ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں مگر اسکے باوجود یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہیکہ اس اقلیت نے اپنی تعداد کی کمی کے باوجود سلطنتیں بنائی اور بگاڑی ہیں اگر آپ تاریخ ہند پر ایک پھیلتی ہوئی نظر ڈالیں تو آپکو معلوم ہوگا کہ اگر ایک طرف گول کنڈہ، بیجاپور۔ بیدر۔ برار۔ اور احمد نگر میں ہمارا طوطی بول رہا تھا تو دوسری طرف بنگال۔ بہار۔ اودھ۔ سندھ۔ اور کشمیر کی عنان حکومت بھی ہمارے ہاتھوں میں تھی۔ یہی نہیں بلکہ سلطنت مغلیہ کا آغاز اگر بیرم خاں کی شمشیر خارا شگاف سے ہوا تو اسکا استحکام ابوالفضل اور فیضی کی ذہانت کا مرہون منت ہے۔ اگر سید عبداللہ اور سید حسین علی کے ہاتھوں میں تاجدار دہلی ایک کھلونا بنا رہا۔ تو نادر شاہ اور ابدالی کے حملوں کے وقت یہ نجف خاں اور صفدر جنگ کی سیاست کا ہی کارنامہ تھا کہ مغل تخت وتاج ایک سو سال تک باقی رہا۔ آخر وہ کونسی طاقت تھی جس نے ہندوستان کی عنان سیاست شیعوں کے ہاتھ میں سونپ دی تھی۔ وہ طاقت صرف تعلیم کی طاقت تھی۔ ہمارا عروج ہمارے علم کا کرشمہ تھا۔ اور اسی علم وکمال کا ایک ادنی کرشمہ یہ تھا کہ ہم نہ صرف یہ کہ ہندوستان کی سیاسی زندگی پر چھائے رہے بلکہ آج جس چیز کو مسلمانوں کے تمدن سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ تمدن تاریخ شاہد ہے کہ شیعوں کا تمدن ہے۔ جہاں ہم سیاسی اور تمدنی لحاظ سے ہندوستان کی قیادت کرتے رہے ہیں وہیں ملک کا سرمایہ ادب بھی نوے فیصدی ہماری ہی تخلیق ہے۔

اردو کے مشہور شعرا ہیں میر تقی میر۔ مرزا رفیع سودا۔ غلام ہمدانی مصحفی۔ انشاءاللہ خاں

انشا - قلندر بخش جرات - میر حسن خلیق - خواجہ حیدر علی آتش - شیخ امام بخش ناسخ - نواب سید محمد خاں رند - میر دوست علی خلیل - سید علی اوسط رشک - مرزا اسد اللہ خاں غالب - میر مظفر حسین اسیر - مرزا دبیر - میر انیس اور ان کے علاوہ سیکڑوں اساتذہ سب کے سب شیعہ تھے - عصر حاضر میں مولانا صفی حضرت عزیز حضرت آرزو اور شبیر حسن خاں جوش ملیح آبادی - اقلیم سخن میں شیعیت کا سکہ رواں کئے ہوئے ہیں - ملک کی سیاسی تہذیبی تمدنی علمی اور ادبی زندگی میں شیعوں کے اقتدار کی محض ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ ہمارے اسلاف نے حصول علم پر پوری پوری توجہ دی تھی - آئندہ بھی یقین رکھئے کہ ہماری تعداد کی کمی ہمارے مستقبل میں حارج نہیں ہو سکتی - ہم اقلیت میں ہونے کی باوجود اگر صاحب علم ہوں - صاحب کمال ہوں - تو ملکی زندگی میں ایک بلند منصب کے مالک بنے رہ سکتے ہیں - ہندوستان میں جمہوری حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور جمہوریت میں صرف وہی طبقات حکمراں ہوتے ہیں جنکے پاس تعلیم اور تعلیم کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی دولت موجود ہو - یہی وجہ ہے کہ شیعہ اثنا عشری جماعت کے قیام کے ساتھ ہی ہماری پہلی توجہ جس مسئلہ پر مبذول ہوئی وہ تعلیم کا مسئلہ ہے - ہم شیعوں میں تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں - اور اس سلسلہ میں اجتماعی کوشش سے جتنی بھی سہولیتیں بہم پہونچائی جا سکتی ہیں بہم پہونچانے کی کوشش کریں گے - یہ صحیح ہے کہ جماعت کی موجودہ مالی پوزیشن کے پیش نظر ہم نہ تو شیعہ کالج کھول سکتے ہیں - اور نہ شیعہ اسکول اور سچ پوچھئے تو ان چیزوں کی ضرورت بھی نہیں ہے - ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کی جانب سے یا میونسپل اور دوسرے اداروں کی جانب سے جو تعلیم گاہیں موجود ہیں انھیں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے - ہم انھیں اداروں میں اپنے ہزاروں بچوں کو کھپا سکتے ہیں - ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلا سکتے ہیں اور اس طرح ایک شاندار قوم کی داغ بیل ڈال سکتے ہیں - ضرورت صرف اس کی ہے کہ

ہماری بے توجہی اور غربت کی وجہ سے جو موانع حصول تعلیم میں پیدا ہو گئے ہیں ان کو دور کر دیا جائے اور شعبہ تعلیم کا سب سے بڑا کام یہی ہو گا کہ وہ اول تو اپنی سعی و کوشش سے شیعوں کو حصول تعلیم پر متوجہ کرے اور دوسرے اس سلسلہ میں جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان کو دور کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دے۔ ہمیں اس سلسلہ میں کامیابی کا پورا یقین ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی چونکہ بغیر مناسب منصوبہ بندی کے اس کام کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ آپ ضروری اعداد و شمار کی فراہمی میں ہمسے پورا پورا تعاون فرمائیں اعداد و شمار کے حصول کے لئے ہم نے آپ کی خدمت میں سوال نامہ روانہ کیا ہے۔ اس کا مفصل جواب عطا کریں تاکہ ہم ان کی روشنی میں ایسی تدابیر وضع کر سکیں جن سے کم از کم ممبران جماعت کا کوئی بچہ یا بچی حصول تعلیم سے محروم نہ رہنے پائے سوال نامہ مندرجہ ذیل ہو گا۔

سوال نامہ برائے شعبہ تعلیم!

(۱) آپ کے کتنے صاحبزادے ہیں اور انکی عمریں کیا ہیں؟ ان میں کتنے صاحبزادگان تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اور کن کن مدارس میں ہیں؟

(۲) صاحبزادیوں کی تعداد کیا ہے۔ اور ان کی تعلیم کا کیا بندوبست ہے۔

(۳) آپ کے صاحبزادوں اور صاحب زادیوں کی تعلیم میں جماعت کس حد تک معاون ہو سکتی ہے۔

(۴) کیا آپ کے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے وظائف کی ضرورت ہو گی۔؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ نے کہاں کہاں وظائف کے لئے سعی فرمائی اور اسکے کیا نتائج برآمد ہوئے۔ کیا حصول وظائف کیلئے سفارش کی ضرورت ہو گی

(۵) کیا آپ اپنے بچوں کو اعلیٰ سائنٹفک اور ٹکنیکل تعلیم دلانا چاہتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اسکے لئے آپ نے خود کیا بندوبست کیا ہے اور جماعت سے کس حد تک امداد کے خواستگار ہیں۔

(۶) آپ نے اپنی صاحبزادیوں کے لئے ضروری امور خانہ داری کی تعلیم کا کیا انتظام کیا ہے۔ کیا آپ اس تعلیم کے لئے ان کو اسکولوں میں داخل کرانا پسند کریں گے۔

(۷) بچوں کی دینی تعلیم کا کیا بندوبست کیا گیا ہے۔ اگر جماعت کی جانب سے دینی تعلیم کے لئے اسکول کھولا جائے تو اس میں آپ اپنے بچوں کو داخل کرانا پسند کریں گے۔؟

(۸) نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دینی معلومات کے حصول کے کیا ذرائع آپ نے فراہم کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپکے خیال میں جماعت کیا امداد دے سکتی ہے۔

(۹) کیا آپ یہ ذمہ داری قبول کرنے پر تیار ہیں کہ تعلیمی سال کے آغاز پر کم از کم دو شیعہ بچوں کو کسی اسکول یا مدرسہ میں بھرتی کرا دیں اور جماعت کو مطلع کریں تاکہ وہ ان کی تعلیم جاری رہنے کا بندوبست کر دے۔

ان سوالات کو دیکھنے کے بعد خود یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو چیزیں ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ کام کے آغاز کے لئے کس حد تک ضروری ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ آپ ان معلومات کی فراہمی میں ہمسے پورا پورا تعاون فرماکے نہ صرف یہ کہ جماعت کے شعبہ تعلیمات کو کامیاب بنائیں گے بلکہ ملت شیعہ کی تعلیمی حالت سدھارنے میں اپنے ایک بہت بڑے فرض کو پورا فرمائیں گے۔

دار المطالعہ

اسی شعبہ کی جانب سے ہمنے مسجد میں ایک شاندار دار المطالعہ قائم کیا ہے جسکا افتتاح خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی مدظلہ العالی نے فرمایا تھا۔ شعبہ تعلیمات نے اس دار المطالعہ کے افتتاح کے سلسلے میں جو شاندار جلسہ کیا تھا اسکی یاد برسوں تک شیعیان بمبئی کے دلوں سے محو نہیں ہوسکیگی۔ اس جلسہ کا سب سے تابناک پہلو یہ ہے کہ جماعت کیجانب سے حضرت خطیب اعظم کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ یہ تو خیر ایک حقیر نذرانۂ عقیدت تھا مگر اس کے جواب میں حضرت خطیب اعظم نے تنظیم ملی پر جو معرکہ آرا تقریر کی اور قوم کو جو درس زندگی و عمل عنایت فرمایا وہ جماعت کی تاریخ میں آب زر سے لکھی جانے کے قابل ہے ہمیں فخر ہے اور بجا طور پر فخر ہے کہ حضرت خطیب اعظم نے ہماری خدمات قومی کو اس حد تک شرف پسندیدگی عطا فرمایا کہ انھوں نے جماعت کی رکنیت تک قبول فرمالی۔ ہم اسے اپنی عزت افزائی تصور کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کے لئے ایک شرف جانتے ہیں۔ اور جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ خطیب اعظم کی سی عظیم اور مقتدر شخصیت ہماری جماعت کی ممبر ہے تو فخر سے ہمارا سینہ پھول جاتا ہے۔ مگر اسی فخر و مسرت کے ساتھ ہی ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ ہماری ذمہ داریوں میں خطیب اعظم نے زبردست اضافہ کر دیا ہے۔ اب ہمیں یہ سوچنا پڑتا ہے کہ جماعت کا ہر کام اور جماعت کی خدمات کا پورا ریکارڈ اتنا شاندار۔ اور بلند رہے کہ وہ خطیب اعظم کی رکنیت کے شایان شان ثابت ہو۔

دار المطالعہ سے ابتک ۲۳۳۴ اشخاص فائدہ حاصل کر چکے ہیں۔ اور اسپر اب تک کافی رد پیہ جماعت کیجانب سے خرچ کیا جاچکا ہے۔ ملت کی تعلیمی خدمات کے سلسلہ میں ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے محدود ذرائع کے باوجود طلبہ کو وظائف دیئے جائیں

چنانچہ اسوقت ۷ طلبا کو تقریباً ۷۰ ستر روپیہ ماہوار کے وظائف جماعت کی جانب سے دئیے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ مزید گیارہ طلبا کو تقریباً ۱۷۵ پونے دوسو روپیہ ماہوار کے وظائف جماعت کی سعی پر جماعت کے ایک ہمدرد رکن جماعت کی خاطر سے عطا فرماتے ہیں۔ ان کے خلوص اور للہیت کا یہ عالم ہے کہ وہ جماعت کیلئے اتنا بڑا ایثار فرمانے کے باوجود اپنا نام ظاہر فرمانے پر تیار نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ ہمارے شعبۂ تعلیمات کی ایک گرانقدر خدمت انجام دے رہے ہیں اسلئے ہم انکا شکریہ ادا کرنا ضروری تصور کرتے ہیں ہماری دعا ہے کہ خداوند عالم ان کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر و اقبال میں زیادتی فرمائے۔

حضرات! دو سال کی قائم کی ہوئی ایک ایسی انجمن جو دوسرے بھی کئی کاموں پر ہزاروں روپیہ خرچ کر رہی ہے اگر آپ کے بچوں کے لئے تقریباً تین ہزار روپیہ سالانہ کے وظائف کا انتظام کر دیتی ہے تو اسے کوئی معمولی کارنامہ نہیں کہا جا سکتا۔ وظائف کا کام ہمنے حال ہی میں شروع کیا ہے اور ابتدا خود اسکا پتہ دیتی ہے کہ آج نہیں تو کل آپ کی معاونت و سرپرستی کے نتیجے میں ہم اپنے غریب بچوں کی زیادہ سے زیادہ معاونت کے قابل ہو جائیں گے۔

قوم میں افراد کار پیدا کرنے کے لئے شعبۂ تعلیم ٹکنیکل اور کمرشیل تعلیم پر بھی توجہ دے رہا ہے چنانچہ ہم طلبا کو شارٹ ہینڈ اور ٹائپ رائٹنگ کی تعلیم حاصل کرنے میں پوری پوری مدد دیتے ہیں اور جو طلبا اسے سیکھنا چاہیں وہ جماعت سے وظائف لے سکتے ہیں اس کے علاوہ موٹر ڈرائیونگ کی تعلیم کے سلسلہ میں بھی ہمنے امداد کا سلسلہ شروع کیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اسمیں بھی کافی کامیابی ہو گی۔

ہم جناب سید حیدر کرار صاحب کے انتہائی ممنون ہیں کہ انھوں نے موسم گرما کی تعطیلات میں تقریباً دو ماہ تک ہندی کلاس قائم کر کے تقریباً ۲۵ پچیس لڑکوں کو ہندی

زبان کی تعلیم دی ہمارا خیال ہے کہ ایام عزا کے بعد دوبارہ ہندی کلاس جاری کیا جائے اور امید ہے کہ انشاءاللہ یہ سلسلہ مستقل کیا جا سکے گا۔

شعبہ تعلیم کا کام جناب سید صفدر حسین صاحب زیدی اور جناب ماسٹر سید امیر حسن صاحب کے سپرد ہے اور وہ اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

شعبۂ معاشرت!

بمبئی کو ایک اہم شیعی مرکز بنانے کے سلسلے میں جو چیز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی وہ یہ تھی کہ ملت شیعہ کی ان معنوں میں جماعتی تنظیم کر دی جائے جن معنوں میں یہاں جماعت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ حضرات یہ جانتے ہیں کہ بمبئی کے تمام مسلمان مختلف جماعتوں کی شکل میں منظم ہیں۔ اور اس تنظیم کا اصلی مقصد ان کی ان معاشرتی ضروریات کی تکمیل ہے جو بمبئی جیسے وسیع صنعتی مرکز میں جہاں کاروباری زندگی کی مصروفیات اجتماعی زندگی میں ہمیشہ حارج ہوتی رہتی ہیں۔ انفرادی سعی و کوشش سے پوری نہیں ہو سکتی انسان دنیا سے بیگانہ بنکر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ سماج کی تخلیق عمل میں آتی ہے آغوش مادر سے لیکر آغوش لحد تک انسان کو ہر قدم پر دوسرے انسانوں سے روابط کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ روابط پائدار اور خوشگوار نہوں تب تک انسانوں کی زندگی کھوکھلی غیر دلچسپ اور نامکمل رہا کرتی ہے۔ یوں تو نسل انسانی کو اپنی ترقی کے لئے تعلیم تجارت صنعت سائنس اور نہ معلوم کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ مگر سب سے بڑا مسئلہ خود نسل انسانی کی بقا کا ہے اور انسانی سماج کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ نسل انسانی کی بقا اور بنی آدم کے وجود کے استقرار کی پوری سعی کرتا رہے۔ یہی وہ بنیادی تصور تھا جس کی بنیاد پر بمبئی میں مختلف جماعتوں کی تنظیم عمل میں آئی اور اثنا عشری جماعت کو بھی وجود میں

لانے کے لئے بھی سب سے بڑا محرک تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس شہر میں رہنے والے خوجوں بوہروں میمنوں اور کوکنیوں وغیرہ کو شادی بیاہ طلاق تجہیز و تکفین وغیرہ میں پوری آسانیاں موجود ہیں مگر ہم جس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اسے یہ قطعاً نصیب نہیں چنانچہ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے شیعہ اثنا عشری بھائیوں کو اپنے نکاح اور طلاق کے امور اہل سنت کے قاضی صاحبان سے انجام دلانے پڑے ورنہ بالعموم تو یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ برسہا برس سے بمبئی میں رہتے ہیں۔ جو یہاں کے مستقل باشندے بن چکے ہیں جن کا کاروبار جن کی ساری دلچسپیاں بمبئی سے وابستہ ہو چکی ہیں ان کو اکثر و بیشتر شادی بیاہ کے لئے اپنے وطن کا رخ کرنا پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ زیر بار ہونے کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔ پھر اسکے علاوہ اگر وہ بمبئی میں مراسم عقد انجام دیں تو باہمی تعلقات کی کمی کی وجہ سے اول تو انکو شادی میں واضح خلا محسوس ہوتا ہے دوسرے انکو اتنے اخراجات کا شکار ہونا پڑتا ہے جو گرانی کے اس دور میں نہایت ہمت فرسا ثابت ہوتے ہیں۔ نکاح نامہ کے حصول نیز نکاح پڑھوانے کیلئے انکو بڑی بڑی قیمتیں ادا کرنی پڑتی ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ ناچاقی کی صورت پیدا ہو جائے تو طلاق کیلئے شریعت کے سہارے کے بجائے اکثر و بیشتر غیر شرعی عدالتوں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ اسمیں بھی گواہوں اور ثبوت کی جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں اوسے وہی لوگ بخوبی جانتے ہیں جن کو ان امور سے سابقہ پڑ چکا ہے۔ انھیں مشکلات کے پیش نظر جماعت کی جانب سے شعبۂ معاشرت قائم کیا گیا جو کاروباری زندگی کی مصروفیات کے باوجود بمبئی کے رہنے والے شیعوں کے مابین ایسے مضبوط پائیدار اور خوشگوار تعلقات پیدا کردے گا کہ ہم سب ایک گھرانے کے افراد اور ایک ڈالی کے پھول معلوم ہونے لگیں۔ باہمی تعلقات میں اضافہ کے بعد یہ ضرورت نہیں رہے گی کہ ہمیں اپنے لڑکوں کیلئے لڑکیاں اور لڑکیوں کے لئے لڑکے تلاش کرنے کے لئے ہمیشہ وطن کا رخ کرنا پڑے۔ اسکے علاوہ یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ ممبران جماعت کے اخراجات عقد وغیرہ

کو کافی حد تک کم کر دیا جائے۔ نکاح نامہ کی سند بروقت نکاح لڑکے اور لڑکی دونوں کو جماعت دیتی ہے اور چونکہ اس نکاح کا اندراج جماعت کے فائل اور رجسٹر میں ہمیشہ موجود رہتا ہے اسلئے خدانخواستہ اگر کبھی ناچاقی کی نوبت آئے تو گواہوں اور ثبوت کے مہیا کرنے کی تمام مشکلات جماعت کے ذریعہ سے حل ہو جائینگی اسطرح اسکی کوئی وجہ نہیں ہو کہ طلاق کا کوئی مسئلہ طے کرنے کیلئے سیکڑوں روپیہ کا خرچ عمل میں لایا جائے بلکہ جماعت کے ذریعہ یہ مسئلہ نہایت آسانی کو بلا کسی خرچ کے حل ہو جائیگا شعبہ معاشرت کیجانب سے ابتک ممبران جماعت کو ۱۵ نکاح نامے جاری کئے گئے ہیں۔ نکاح و طلاق کے بعد دوسرا سب سے اہم مسئلہ تجہیز و تکفین کا ہے جسکے سلسلہ میں ہمکو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ شعبہ معاشرت کے وجود میں آجانے کے بعد متوفی کے اعزہ کو جو مشکلات پہلے پڑتی تھیں وہ اب باقی نہیں رہیں گی۔ انکا کام صرف یہ ہوگا کہ وہ جماعت کے دفتر میں میت ہو جانے کی صرف اطلاع کر دیں۔ یہاں سے ضروری انتظامات عمل میں آجائیں گے۔ لاوارث اموات کی تجہیز و تکفین کا انتظام جماعت خود اپنے سرمایہ سے عمل میں لاتی ہے۔ چنانچہ اب تک جماعت کیجانب سے بارہ غریب اموات کی تجہیز و تکفین عمل میں لائی گئی ہے۔ اور اس مد پر بھی کافی روپیہ خرچ ہوا۔ لاوارث اموات کی تدفین پر ہمیں نہ صرف یہ کہ کافی روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے بلکہ ہمارے کارکنان کو اس کام کے لئے اپنی راتوں کی نیند حرام اور دنوں کا چین تک تجنا پڑتا ہے۔ محض خدمت قومی کے جذبہ میں سرشار ہو کر یہ تمام کام انجام دینا۔ اور بغیر کسی معاوضہ کے اتنی ذمہ داریاں قبول کر لینا کوئی آسان کام نہیں۔ نکاح و طلاق اور تدفین کے کاموں میں بعض اوقات سارا سارا دن اور ساری ساری راتیں صرف کرنا پڑتی ہیں۔ بمبئی کی مصروف زندگی کو خیال کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ سید مہدی حسن صاحب عاقل اور حیدر حسین صاحب عراقی اپنے تمام نجی کاموں کو چھوڑ کر، اپنی ذاتی ضروریات کو تجکر فی سبیل اللہ ان کاموں کی ادائیگی میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں اعتراض کرنا آسان ہوتا ہے مگر وقت اور محنت کی قربانی دینا بہت دشوار ہوتا ہے اور یہ دونوں حضرات ہمارے

شکریہ کے مستحق ہیں کہ محض قوم کی خاطر صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

شعبۂ دینیات!

شیعہ اثنا عشری جماعت جن مقاصد کو لیکر معرض وجود میں آئی ہے ان میں سب سے پہلا اور سب سے اہم تر مقصد ترویج استحکام دین مبین ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر جماعت کی جانب سے شعبۂ دینیات کا قیام عمل میں لایا گیا ہے یہ صحیح ہے کہ اپنی مجبوریوں کے پیش نظر ہم ابھی غیر اقوام میں کوئی خاص تبلیغی مہم جاری نہیں کر سکتے مگر موجودہ پر آشوب دور میں جبکہ دہریت اور الحاد کا سیلاب ساری دنیا کو جادہ حق سے منحرف کرنے پر تلا ہوا ہے اور ظلمت جاہلیت کی تاریک گھٹائیں سارے عالم کو محیط ہو رہی ہیں۔ اگر ہم یہی کریں کہ اپنے بچوں اور نوجوانوں کو اس سیلاب کی رو سے محفوظ رکھیں تو شاید یہی ہمارا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا۔ بمبئی کے رہنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ یہاں ہمارے بچوں کیلئے سائنٹفک اور ٹکنیکل تعلیم کے اعلیٰ انتظام موجود ہیں۔ ان کے لئے صنعت و تجارت کا ہر دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ان کی دنیاوی اور مادی ترقی کے لئے وسیع انتظام موجود ہے مگر ان کی تربیت دینی اور تربیت اخلاقی کا کوئی مخصوص انتظام موجود نہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جو شیعہ بچے اور بچیاں بمبئی میں رہتے ہیں ان کی دینی معلومات اور انکا مذہبی شغف دوسرے شیعی مراکز کے بچوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم۔ بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

وجہ صاف ظاہر ہے۔ سرکاری و غیر سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ گھروں میں بچوں کو مذہبی تعلیم دینے کا انتظام کرنا۔ کاروباری زندگی کی مصروفیت کے پیش نظر تقریباً ناممکن ہے۔ ایسی حالت میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں اور ہماری آنکھیں اس دردناک صورت حال کا پورے طور پر مطالعہ کر رہی ہیں کہ ہمارے بچے چاہے اعلیٰ درجے کے تاجر بنجائیں

یا چوٹی کے صناع کہلائیں۔ بہترین انجینئر اور ڈاکٹر ہوں مگر ان کی شیعیت اول تو سیلاب رواداری میں غرق ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس سے بچ رہی تو چند بیجان مراسم اور چند بے روح عقائد کا مجموعہ ہوتی ہے۔ شیعیت جس سوز و یقین کا نام ہے۔ شیعیت مجاہدین کربلا کی جس انقلاب آفریں تپش کا مظاہرہ ہے۔ شیعیت ایمان و عرفان کے جس بھڑکتے ہوئے شرارے سے تعبیر ہے۔ شیعیت جس عمل صالح اور گداز قلب کی متمنی ہے۔ شیعیت ذوالفقار کے جن جوہروں کو لہو کے ذرات میں تبدیل کر کے خون میں دوڑا دینا چاہتی ہے۔ اور شیعیت جس ایمان محمدیؐ، عصمت فاطمیؑ، عزم علویؑ، خلق حسنیؑ اور ایثار حسینیؑ کی تخلیق کی خواہش مند ہے وہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں سے تقریباً مفقود ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے سامنے ایک سیدھا سا سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم صرف تاجر یا ملازم پیشہ افراد ہیں یا ساتھ ساتھ ہم شیعہ بھی ہیں۔

آپ کی جماعت نے یہ طے کیا ہے کہ ہم سب کچھ نہیں گے مگر شیعہ رہتے ہوئے اگر ہم سے شیعیت ہی چھن جائے تو پھر ہم ایک جسد ہوں گے مگر بے روح۔ ہم میں ایمان نہ ہو تو ہم ایک جسم ہوں گے مگر لاش کے مماثل اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنے بچوں اور نوجوانوں کی دینی و مذہبی تربیت کا پورا پورا انتظام کیا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں چند تجاویز مرتب کی گئی ہیں جو ہم آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ ان تجاویز کو جامۂ عمل پہنانے کے سلسلے میں دامے۔ درمے سخنے قدمے پوری پوری امداد دیں گے۔ یاد رکھئے کہ اپنے بچوں کو دنیاوی لحاظ سے بڑا بنانے کے لئے چاہے جو کچھ کر ڈالیں۔ آپ پر یہ ذمہ داری ضرور باقی رہے گی کہ آپ نے انکی غذائے روحانی یعنی ان کی دینی تربیت کا بندوبست نہیں کیا۔ یاد رکھئے کہ اسکے لئے آپ پیش خدا جوابدہ ہوں گے۔ اسلئے ہمیں امید ہے کہ آپ اپنی پوری ذمہ داریوں کا احساس

کرتے ہوئے ان تجاویز پر غور فرمائیں گے۔

۱ :- میونسپل سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں میں تعلیم پانے والے شیعہ بچوں اور بچیوں کو دینیات کی کتب تقسیم کرنا۔

۲ :- مذہبی تقاریر کا بندوبست کرنا اور ان میں شیعہ نوجوانوں اور بچوں کو مذہبی تقاریر کرنے کی تربیت دینا۔ تقریری مقابلہ کرنا، اور ان میں بغرض ہمت افزائی انعامات تقسیم کرنا۔

۳ :- چھوٹے چھوٹے مذہبی رسائل شائع کر کے ممبران جماعت کے بچوں کو تقسیم کرنا۔

۴ :- فلسفہ، مذہب۔ تاریخ۔ کلام اور فقہ وغیرہ کے متعلق شیعی لٹریچر میں اضافہ کرنا۔

۵ :- امامیہ مسجد میں بشرط اجازت ٹرسٹیان دینی کتابوں کی ایک ایسی جامع لائبریری قائم کرنا جس میں ہر قسم کا مذہبی لٹریچر موجود ہو اور ہمارے نوجوان ان کتابوں کو پڑھکر اپنی مذہبی معلومات میں بیش از بیش اضافہ کر سکیں۔

حضرات ! یہ کام دیکھنے میں بہت بڑا اور بہت مشکل نظر آتا ہے مگر چونکہ ہم پختہ طریقہ پر یہ ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کام حد درجہ ضروری ہیں اور ہماری ملت کی مذہبی بقا دوسرے تمام امور سے کہیں زیادہ ضروری اور افضل ہے۔ اسلئے اگر عزم خالص کے ساتھ ہم ان کاموں کو انجام دینے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اسمیں کامیاب نہ ہوں مشکلات راہ کا بھیانک تصور اپنے دلوں میں لاکر کام سے گریز کرنا پست ہمتوں کا کام ہے۔ مرد وہی ہیں جو مشکلوں سے نہیں گھبراتے۔ موانع راہ کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مشکلوں کے پہاڑ موجود ہوں تو عزم کی ضربتوں سے ان کو ریزہ ریزہ کر ڈالتے ہیں۔ اور اگر دریا حائل ہوں تو ہمت کے شعلوں سے انکو بھاپ بنا کر اڑا دیتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئیے کہ ہم جو کام کرنے جا رہے ہیں وہ اہم اور ضروری ہے یا نہیں؟ اگر یہ کام ضروری ہے اور تحریک احیائے

دین کو کامیاب بنانا ہمارا فرض ہے تو موانع راہ پر قابو پانا ہمارا سب سے پہلا فرض ہو جاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جو پروگرام ہمارے سامنے ہے اسکی تکمیل کے لئے کافی سرمایہ کی ضرورت ہے مگر عزم و ایمان کی بے پناہ قوتوں کے سامنے سرمایہ کی مشکل سر جھکا کے ہی رہتی ہے عرب کے خاک نشینوں نے جب دنیا پر پرچم توحید لہرانے کا فیصلہ کیا تھا تو ان کے پاس زر و جواہر کے انبار تو کجا۔ سلامت کپڑے بھی موجود نہیں تھے۔ لیف خرما کے پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں ملبوس یہودیوں کے باغوں میں سنچائی کا کام کرنیوالے مقدس انسانوں نے جب دل میں یہ ٹھان لیا کہ فاران کی چوٹیوں پر جو شعاع نور چمکی تھی اسکی ضوفشانیوں سے سارے عالم کو جگمگا دیں گے۔ تو ان کے عزم و ایمان کی بجلیوں نے مشکلات راہ کو خاشاک تصور کرتے ہوئے جلا کر خاکستر کر ڈالا یہ خطابت نہیں حقیقت ہے۔ اسلئے اگر آپ بھی یہ طے کرلیں کہ جو کام آپ نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں وہ اہم اور ضروری ہیں۔ تو یقین مانئے کہ قدرت آپ کی پوری مدد کرے گی اور بتائید الٰہی آپ ضرور ان مقاصد میں کامیاب ہوں گے جو آپ نے اپنے لئے مقرر کئے ہیں۔ ایک تھوڑے سے سرمایہ میں نہ صرف آپکے بچوں کی تربیت دینی کا انتظام ہو جاتا ہے بلکہ آپکے دوسرے غریب بھائیوں کے بچوں کا بھی بندوبست ہو سکتا ہے۔ شرط ایثار ہے۔ مگر کیا حسینؑ کا نام لینے والے ایثار سے گریز پائی کا ثبوت دے سکتے ہیں؟ کیا وہ قوم جو ایمان کی خاطر عباسؑ کے بازوؤں۔ علی اکبرؑ کی جوانی اور علی اصغرؑ کی معصومیت کی قربانیاں پیش کر سکتی ہے وہ بقائے دین کے لئے، چند روپے بھی قربان نہیں کر سکتی۔ خدیجۃ الکبریٰ کی مالی قربانیوں پر درود پڑھنے والو آج اسلام تم سے بھی پکار پکار کر یوں مخاطب ہے کہ ہے امتحان ہے تیرے ایثار کا خودداری کا اس آواز کو سنئے اور آگے بڑھئے۔ علیؑ کا نام لیجئے اور آگے بڑھئے اور یقین رکھئے کہ آج اس پر آشوب دور میں جبکہ دین و ملت کو آپکی ضرورت ہے آپکا ذرا سا ایثار بھی بیش قیمت ثابت ہوگا اور

آپ بفلاے دین حق کے لئے روپے اور محنت کی جو قربانیاں پیش کریں گے ان کا نہ صرف یہ کہ بروز قیام قیامت آپکو اجر ملیگا۔ بلکہ آئندہ نسلوں کی نگاہوں میں بھی آپ کو لازوال شہرت حاصل ہو جائے گی۔ اب اسکے بعد بھی اگر کوئی شخص ہمیں مشکلات سے ڈرائے تو ہم صرف یہی عرض کریں گے کہ ے اے مدعی مذہب اسلام شرم کر

یہ جُبن اور معرکہ کربلا کے بعد!

آپ سے صرف یہی عرض کرنا ہے کہ ہمت سے کام لیجئے کیونکہ بلبل شیراز اسی لئے کہا گیا ہے کہ ے ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق!

باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو!

ہمارے شعبہ دینیات کے زیر اہتمام ماہ رمضان المبارک میں افطار کا عالیشان پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ کام آسان نہیں ہے اور اس کے لئے بڑے انتظام و اخراجات کی ضرورت ہے مگر ہم ممنون ہیں ان تمام حضرات کے جنھوں نے اس معاملے میں ہمارا ہاتھ بٹایا اور قانونی پابندیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے افطاری کا سامان ہمیں بھیجا۔

ماہ رمضان میں روزانہ شب کو باترجمہ قرآن خوانی بھی ہوتی ہے۔ اور ہر سال ۲۷ رمضان کی شب کو بڑے پیمانہ پر جلسہ ختم القرآن منعقد ہوتا ہے۔ جسمیں ان بچوں کو جنھوں نے مہینہ بھر قرآن خوانی کی ہے انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ ۱۳۶۹ھ میں انعامات جناب اکرام حسین صاحب بکری والے کی جانب سے پیش کئے گئے۔ جسکے لئے جماعت ان کی بیحد ممنون ہے اور دوسرے سال خود جماعت نے اپنے خرچ سے انعامات تقسیم کئے۔

شعبہ دینیات کی جانب سے ہر ہفتے عالی جناب شیخ محمد حسن صاحب قبلہ نجفی مجتہد العصر کا ایک وعظ ہفتہ وار پیغام نجفی کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے اور سیکڑوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو دینی واقفیت پیدا ہو اور ان کی مذہبی معلومات میں اضافہ

ہو سکے۔

شعبہ دینیات جناب حکیم سید کلب حسین صاحب اور سید محمد صاحب زیدی کی نگرانی میں خدمات دینی انجام دے رہا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ان حضرات کی نیات میں اسے روز بروز ترقی حاصل ہوگی

شعبۂ بے روزگاری!

قوموں کی زندگی کا بڑا انحصار ان کی معاشی حالت پر ہوتا ہے۔ معاشی حالت اچھی ہوگی تو تعلیم بھی حاصل کی جا سکے گی۔ اخلاقی حالت بھی درست رہیگی اور قومی زندگی کا ہر شعبہ کامیاب ہو سکے گا۔ بدقسمتی سے ہماری ملت معاشی اعتبار سے انتہائی اقتصادی بدحالی کا شکار ہو چکی ہے۔ صنعتوں کا وجود صفر کے برابر ہے۔ تجارت ہمارے ہاتھوں میں نہیں سرکاری ملازمتوں کے دروازے تقریباً بند ہیں۔ نجی ملازمتیں ملک کی عمومی کسادبازاری کی بدولت ہاتھ آنا مشکل ہیں زمینداریاں ختم ہو رہی ہیں جاگیرداری کا ورق الٹ چکا ہے۔ غرض یہ کہ معاش کے معلومہ راستے تقریباً بند نظر آتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے نقدان کیوجہ کر آزاد پیشوں میں جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ٹکنیکل تعلیم کا کوئی انتظام نہیں یہی وجہ ہے کہ ہماری مالی حالت روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی جارہی ہے۔ مالی حالت کی خرابی ہماری سماجی زندگی پر بری طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔ بچوں کی مناسب تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اخلاقی حالت گرتی جارہی ہے۔ گھروں کا سکون تقریباً مٹ چکا ہے۔ غرض یہ زندگی کا سارا شیرازہ مالی کمزوریوں کیوجہ سے بکھرتا جارہا ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس نے ہمیں اسپر مجبور کیا کہ ہم ایک شعبۂ بے روزگاری قائم کریں اور اجتماعی سعی کے سہارے ملت کی کشتی کے ڈوبتے سفینے کو پار لگانے میں حصہ لیں۔

اسلام نے معاشی زندگی کو بہتر بنانے پر پوری توجہ دی ہے۔ اور ہمارے سامنے امیر المومنین علیہ السلام اور دوسرے آئمہ اطہار کے ایسے زرین کارنامے موجود ہیں جو معاشی زندگی سدھارنے میں مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ محض مواعظ اور مجالس میں ائمہ معصومینؑ کے زرین کارنامے سن لینے سے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ ضرورت کام کی ہے۔ اور کام بھی وہ جو منظم ہو۔ منضبط ہو۔ باقاعدہ ہو۔ اور جس کی ذمہ داری پوری قوم پر ہو۔ ہمنے یہ محسوس کیا کہ محض جلسوں میں تقریریں کرانے اخبارات میں مضامین لکھ دینے یا ارشاد و نصیحت کے دفتر کھول دینے سے معاشی زندگی میں کوئی حقیقی تبدیلی محال ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ نہ تو ابھی ہم اس قابل ہیں کہ لوگوں کو تجارت کے لئے قرضے دے سکیں نہ ہمارے آدمیوں کے پاس وہ تجارتی تجربہ ہے جس کے سہارے وہ تجارت یا صنعت کے میدانوں میں ترقی کر سکیں ہم حقیقت پسند ہیں اور حقیقت پسند رہنا چاہتے ہیں۔ ہم تخئیل پسند افراد کی طرح بڑی بڑی اسکیمیں اور نا قابل عمل تجاویز پیش کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ اسلئے ہمنے جہاں یہ فیصلہ کیا کہ قوم کی معاشی زندگی کو سدھارنے میں ہمیں حصہ لینا چاہئے وہیں ہمنے اپنے وسائل کی کمی اور اپنی دوسری کمزوریوں کا بھی پورا اندازہ لگایا۔ ہمنے ملوں یا کارخانں کے اجرا کی اسکیمیں نہیں بنائیں۔ ہمنے تجارتی قرضوں کا اجرا اپنے لئے ناممکن تصوّر کیا۔ ہم نے اپنے ذمہ وہ کام لیا جو ہم کر سکتے ہیں ہمنے یہ طے کیا کہ بے روزگاری اور افلاس کے مورچوں پر دو سمتوں سے حملہ کیا جائے۔ چنانچہ ایک طرف تو ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ تعلیم یافتہ بے روزگار لوگوں کو شارٹ ہینڈ ٹائپ رائٹنگ اور اسی قسم کی کمرشیل تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف دلیے جائیں تاکہ افراد کا سبہ کی تعداد میں اضافہ ہو اور دوسری طرف شعبہ بے روزگاری قائم کیا۔ ہمنے لوگوں کو نوکریاں دلانے کا سلسلہ شروع کیا آپ جانتے ہیں کہ آج کے

حالات میں جبکہ ایک آدمی کیلئے بھی ملازمت حاصل کرنا مشکل ہے بیک وقت بہت سے آدمیوں کے لئے نوکریوں کا بندوبست کرنا انتہائی مشکل کام ہے مگر ہم نے ہمت سے کام لیا اور یہ کام شروع کر دیا۔ اور ہمیں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہم اپنے بہت سے بھائیوں کو مختلف مقامات پر کام دلانے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ جو ذمہ داری ہمنے اپنے سر لی ہے وہ انتہائی سعی نامشکور ہے ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ جن لوگوں کو جماعت کیجانب سے ملازمتیں دلائی گئیں انھوں نے حصول ملازمت کے بعد کبھی بھی اسکی ضرورت محسوس نہیں کی کہ جماعت کے دفتر میں تشریف لاکر شکریہ نہ سہی ایک کلمۂ خیر ہی فرما دیتے۔ ہمیں اسکی کوئی شکایت نہیں اسلئے کہ ہم فی سبیل اللہ کام کرنے کے قائل ہیں۔ ہمنے یہ صرف اسلئے لکھا کہ اس سے قومی اخلاق کے زوال کا پتہ چلتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جو ہمارے لئے واقعی انتہائی تکلیف دہ ہے بہرحال جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے توسط سے ملازمت یا کوئی کام حاصل کریں ان کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ آئندہ جب بھی موقع ملے اور جہاں بھی موقع ملے اپنے بھائیوں کو کام دلانے میں حصہ لیں۔ جماعت یہ نہیں چاہتی کہ وہ اسکا شکریہ ادا کریں۔ البتہ یہ ضرور چاہتی ہے کہ وہ ہماری خدمت کے صلے میں اپنے دوسرے بے روزگار بھائیوں کی مدد کریں۔ اور اپنے قدم جم جانے کے بعد دوسروں کو بھی کام دلانے میں پوری پوری معاونت فرمائیں۔

یہ کام ہمنے بالکل نیا نیا شروع کیا ہے اور اسے کامیاب بنانے میں ہم قوم سے پورے تعاون کے خواہشمند ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے جو افراد بے روزگار ہیں انکے نام آپ یہاں دفتر کے رجسٹر میں درج کرا دیا کریں اور اس کے ساتھ ہی آپ کو خود اپنے کاروبار کے سلسلے میں جتنے ملازمین کی ضرورت ہو۔ یا آپ کو جن خالی جگہوں کا علم ہوا کرے

یا آپ جن محکموں میں سفارش کر سکتے ہیں۔ انکی بھی ہمیں مکمل اطلاع پہونچادیا کریں تاکہ اجتماعی کوشش سے بے روزگاری کا دفعیہ کیا جاسکے اور قوم کی اقتصادی حالت درست کیجاسکے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کام محض دو ایک آدمیوں کے کرنے کا نہیں اور جب تک ہمیں آپ کا پورا تعاون حاصل نہ ہو ہم اسے خاطر خواہ طریقہ پر انجام نہیں دےسکیں گے۔ آپ اسے اپنا فرض تصور کر لیجئے کہ جب بھی آپکو کوئی ملازم رکھنا ہو تو جماعت کے شعبۂ بے روزگاری کو اطلاع دیجئے۔ جب بھی آپ کو معلوم ہو کہ کسی دوسری جگہ ایک یا چند ملازمین کی ضرورت ہے تو ہمیں فوراً مطلع کیجئے اور ہمیں یہ ضرور تبلائیے کہ وہ کون کون سے مقامات ہیں۔ جہاں ہم آپ کی سفارش سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ایک اجتماعی فرض ہے اور ہمنے محض آپ کی سہولت کے لئے مسجد میں ٹیلیفون بھی لگوایا ہے تاکہ آپ ہمیں بذریعہ ٹیلیفون بھی اس سلسلے کی تمام اطلاعات دےسکیں۔ جماعت کا ملازم صبح سے شام تک ہر وقت ٹیلیفون پر حاضر رہتا ہے۔ اور جماعت کے اراکین بھی بعد مغرب ہمیشہ مسجد میں موجود رہتے ہیں۔ اگر آپ خود تشریف لاسکیں تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ ورنہ اگر ٹیلیفون کر دیں تو اس سے بھی کئی غریبوں کے لئے روٹی کا سہارا نکال لیا جائے گا۔ ہمارے ٹیلیفون کا نمبر (۸۰۴۷۰) ہے۔

اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اس مفید شعبہ کو کامیاب بنائیں۔ اور قوم کی مالی حالت سدھارنے میں حصہ لیں۔ اس شعبہ کی نگرانی براہ راست جناب صدر صاحب کے ہاتھوں میں ہے۔ اور اس کی تمام تر کامیابی کا سہرا خود انھیں کے سر ہے۔

شعبۂ زائرین!

ہمنے ایک شعبۂ زائرین بھی قائم کیا ہے جس کا کام زائرین عتبات عالیات کو سہولتیں پہونچانا ہے۔ جو زائرین باہر سے تشریف لاتے ہیں اور ہمیں اپنی تشریف آوری کی اطلاع دیتے ہیں ان کے قیام کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کو جلد سے جلد پاسپورٹ اور ویزا دلانا ٹکیہ دلوانا۔ جہاز پر جگہ حاصل کرنا۔ ان کو جہاز پر سوار کرانا۔ واپس تشریف لانیوالے حضرات کا جہاز پر جاکر استقبال کرنا، ان کو کسٹم اور پولیس میں سہولتیں دلوانا۔ اور ان کی واپسی کا بندوبست کرنا یہ تمام کام بہت بڑا اور بہت ہی موجب ثواب بھی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم کے مخلص اور پر جوش حضرات آگے بڑھیں اور اس کام کیلئے اپنی خدمات پیش کریں کیونکہ اس کام کے لئے بھی ہمیں کافی کارکنان کی ضرورت ہے۔

طبّی امداد

جماعت کی جانب سے طبّی امداد کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ چنانچہ طبی ضروریات کا کافی سامان یہاں جمع کردیا گیا ہے جس سے آپ ہر وقت فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہ تمام ضروری سامان جو خود جماعت کی ذاتی ملکیت ہے۔ یہاں ہر وقت موجود رہتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا آپکو پورا پورا حق ہے۔ یہ شعبہ جناب حکیم عباس علی صاحب کی نگرانی میں جاری ہے۔ اور جناب حیدر کرار صاحب اس شعبہ کے سکریٹری ہیں۔ یہ دونوں حضرات پورے خلوص اور جوش کے ساتھ یہ عظیم خدمت انجام دیرہے ہیں اور اس انسانی خدمت کا صلہ صرف رب اکرم سے چاہتے ہیں۔

طبی امداد کا مندرجہ ذیل ضروری سامان جماعت کے پاس موجود ہے۔

۱:۔ گرم پانی کی تھیلیاں

۲:۔ برف کی تھیلیاں

۳:۔ انیما دینے کا سامان

۴:۔ پاخانہ کے پاٹ

۵:۔ پیشاب کے پاٹ

۶:۔ تھرمامیٹر

۷:۔ ٹنکچر آئیوڈین

۸:۔ کولا واٹر

فاطمی سلائی کلاس

شیعیان بمبئی کی اس بیداری کے سلسلہ میں جو شیعہ اثنا عشری جماعت کی وجود میں آنے کے بعد ان میں پیدا ہوئی یہ ضروری تھا کہ ہم اپنی خواتین کی اجتماعی زندگی بہتر بنانے پر بھی توجہ دیں۔ دنیا کی کوئی قوم اسوقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ اسکا نصف حصّہ مفلوج بے عمل اور پسماندہ ہو۔ خواتین کی بیداری قوم کی بیداری کی شرط اولین ہے۔ ماں کی گود وہ مہتم بالشان اور عظیم المرتبت مقام ہے جہاں سے نئی قوم پروان چڑھتی ہے۔ نئی نسل کا پہلا مدرسہ آغوش مادر ہوتا ہے۔ اور اس اسکول میں معصوم بچوں کے دلوں پر۔ دماغوں پر۔ ذہنوں پر۔ اور روحوں پر جو نقش بٹھائے جاتے ہیں وہ اتنے پائیدار اور اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ آغوش لحد تک نہیں مٹتے۔ یہ فاطمی

تربیت تھی کہ جس نے حسنؑ کو خلق حسن کے سانچے میں ڈھالا جس نے حسینؑ میں پہاڑوں کا استقلال طوفانوں کا جوش اور شراروں کی قوت بیدار کی جس نے زینبؑ کی نازک انگلیوں میں خیبر شکنی کی قوتیں پیدا کیں اور جس نے ام کلثوم کو صبر و ضبط کا وہ کوہ عظیم بنا دیا جس سے یزیدیت کا طوفان ٹکرایا اور پاش پاش ہو گیا۔ تاریخ پر نگاہ ڈالیے تو وہ آپ کو بتلائیں گی کہ دنیا کی عظیم ترین شخصیتیں اپنی عظمت اپنے اقتدار اپنی عزت اور اپنی سربلندی کیلئے ہمیشہ اپنی ماں کی تربیت کی مرہون کرم رہتی ہیں۔ ایسی حالتیں ہمارے لئے یہ ضروری تھا کہ ہم جس زندہ اور بیدار قوم کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں اس میں زندگی کے جوہر اور حیات کے شرارے پیدا کرنے کے لئے ان خواتین میں زندگی اور بیداری کی لہریں دوڑائیں جس کے ہاتھوں میں ہماری نئی نسل کی تقدیر ہے بیداری کا مقصد ہم وہ نہیں لیتے جو مغرب لیتا ہے۔ بے حیائی اور بیداری دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ عصمت کے حصار اور عفت کی چہار دیواریوں میں بیٹھ کر خواتین جو حقیقی ترقی کر سکتی ہیں وہ مغربی تصور بیداری سے کہیں زیادہ شاندار کہیں زیادہ مہتم بالشان، اور کہیں زیادہ حیات آفریں ثابت ہوتی ہے۔ ہم خواتین کی ترقی اور صنف نازک کی بیداری فاطمی ضابطۂ حیات اور زینبی معیار زندگی کو قرار دیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ چراغ خانہ شمع محفل کے مقابلہ میں زیادہ عزیز تر اور زیادہ گراں تر ہوتا ہے۔ ہم وہ شمع محفل نہیں چاہتے جو محفل شبینہ کے اختتام پر درخور اعتنا بھی نہیں رہتی ہم وہ چراغ خانہ چاہتے ہیں جو رات بھر ہماری ٹوٹی جھونپڑیوں کو منور رکھے اور جب صبح کی نورانی شعاعوں میں اسکا نور گھل مل جائے تو اسے جھاڑ پونچھ کر عقیدت کے ہاتھوں محبت کے طاق میں رکھ دیا جائے۔

دو سو[۲۰۰] سال تک بیداریٔ نسواں کے غلط تصور سے سر ٹکرانے کے بعد آج یورپ اور امریکہ کے نام نہاد ترقی پسند بھی یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ عورت کی منزل گھر ہے کلب نہیں عورت کا کام آنے والی نسل کی تربیت ہے۔ موجودہ نسل کی دل بستگی نہیں۔ عورت کا کام

گھر کو جنت بنانا ہے۔ محفلوں کی زینت بننا نہیں۔ ہم ان غیر عقلی تجربات کے خارزاروں میں
اولجھنا اور ان غیر دینی لغویتوں کی چٹانوں سے سر ٹکرانا پسند نہیں کرتے ہم اپنی خواتین کو ان
معنوں میں ترقی پسند دیکھنا چاہتے ہیں۔ جن میں ہم عصمت فاطمی وعزم زینبی کی قسم کھاتے ہیں
ہم جانتے ہیں کہ قدرت نے خواتین پر قوم کی تعمیر وتربیت کی جو گراں قدر ذمہ داریاں ڈالی ہیں
وہ معمولی نہیں ان کی صحیح بجاآوری کیلئے یہ ضروری ہے کہ خود خواتین کا معیار بلند کیا جائے
ان میں دینی ودنیاوی تعلیم عام کیجائے ان کو امور خانہ داری کی مکمل واقفیت بہم پہنچائی جائے
ان کی اخلاقی علمی ذہنی اور علمی نشو ونما کا پورا بندوبست کیا جائے۔ اور ان کو اس قابل بنادیا
جائے کہ وہ بیٹی۔ بیوی۔ اور ماں کی تینوں حیثیتوں میں ان پر جو ذمہ داریاں ہیں ان کو پورے
طور پر بجالاسکیں۔ جب تک وہ بیٹی رہیں تو خاندان کی عزت اور گھر کا شاداب پھول بن کر رہیں
جب بیوی بنیں تو اپنے شوہر کی تمام محبتوں کی صحیح طور پر مستحق ثابت ہوں، اور جب ماں بنیں تو اپنی
نئی نسل کا امتحان اس طرح سے کرسکیں کہ ان کے بچے ملت شیعہ کی تاریخی روایات کا مکمل نمونہ
ثابت ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جہاں یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اچھی اور قابل استانیوں کے ذریعہ
خواتین میں تعلیم عام کیجائے وہیں ہم نے امور خانہ داری کی تعلیم کے سلسلے میں امامیہ مسجد کی بالائی
حصہ میں (فاطمی سلائی کلاس) قائم کیا ہے۔ اس کلاس میں آپ کی بچیوں کو سینے
پرونے، کشیدہ کاری کرنے اور اسی قسم کے دوسرے گھریلو کام سکھائے جاتے ہیں۔ فی الحال
اس کلاس کے لئے ہم نے سلائی کی ۹ نو مشینیں رکھی ہیں۔ لیکن اگر بچیوں کی تعداد زیادہ
ہوئی اور ہمیں یقین ہے کہ زیادہ ہوگی۔ تو ہم انشاءاللہ جلد ہی مشینوں کی تعداد میں کافی اضافہ
کردیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ ہزاروں روپے کی مشینیں خرید نے کے لئے جو فنڈ درکار رہے
وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ مگر ہم بتلا دینا چاہتے ہیں کہ سرمایہ کی کمی کا شکوہ وہ کرتے ہیں جو
یا تو کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ ورنہ کچھ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ خود ان مشینوں کی خریداری کیلئے

یا اسکول کے اخراجات کیلئے ہمارے پاس جماعت کے فنڈ میں کوئی رقم نہیں تھی مگر جب خدا نے یہ انتظام کر دیا وہی خدا ہمارے خلوص اور محنت کا صلہ ہمیں اسطرح بھی دیگا کہ ہم تھوڑے ہی دنوں میں ایسے ایک عظیم درس گاہ کی صورت میں تبدیل کر دکھائیں گے اس کلاس کا افتتاح بہنے ۲۲ر فروری سنہ ۱۹۵۰ء مطابق ۱۵ر جمادی الاول سنہ ۱۳۶۹ھ جمعہ کو کیا رسم افتتاح خان بہادر مولوی سید کلب عباس صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے انجام دی ہمیں خوشی ہے کہ اس افتتاحی تقریب کے موقع پر خواتین کی بہت بڑی تعداد موجود تھی اور شینوں پر سب سے پہلے حسینی خواتین نے جو چیز سی وہ علموں کے پٹکے تھے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس میں ہماری کوئی تحریک شامل نہیں تھی بلکہ یہ خود ہماری خواتین کے خلوص اور ان کے جذبۂ حسینیت کی شدت تھی کہ انھوں نے اپنی شینوں کا افتتاح علمبردار لشکر حسینؑ کے زندہ جاوید پرچم سے کیا۔

یہ کلاس آپ کی ہے ہمیں آپ کی بچیوں کو سلائی اور کشیدہ کاری کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ اسٹاف کی تنخواہ اسکول کے اخراجات۔ شینوں کی مرمت غرض یہ کہ کل خرچ جماعت برداشت کرتی ہے۔ آپکا کام صرف یہ ہے کہ آپ اپنی بچیوں کو تاکید کے ساتھ اس کلاس میں بھیجیں اور انکو تعلیم دلائیں یہ سب کچھ آپ کا ہے اسلئے اگر یہاں آپ کی بچیاں تعلیم حاصل کرتی ہیں تو آپ پر کسی کا احسان نہیں ہوتا۔ آپ پورے فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی بچی خود آپ کے بنائے ہوئے اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر آپ اور آپ کی جماعت پورے طور پہ ناز کر سکتی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ آپ اسے بڑھانے اور پروان چڑھانے میں اسے ترقی دینے میں ہماری پوری پوری معاونت فرمائیں گے۔

فاطمی سلائی کلاس میں یہی نہیں کہ ہماری بچیاں سلائی اور کشیدہ کاری وغیرہ کی

تعلیم حاصل کرتی ہیں، بلکہ تمام شیعہ خواتین کو یہ حق ہے کہ وہ ان مشینوں پر اپنے اور اپنے بچوں کے کپڑے بغیر کسی معاوضے کے سیا کریں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارا وہی سرمایہ جو درزیوں کی نذر ہو جاتا ہے وہ بچ سکے اور بچوں کی تعلیم کے کاموں میں آسکے۔ اس طرح ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہماری خواتین ایک جگہ جمع ہونے لگیں گی۔ ان میں مجلسی شعور پیدا ہوگا۔ انکو مل جل کر کام کرنے کا طریقہ آئے گا۔ ان کا وقت ایک معقول کام میں بسر ہوگا اور انکی قومی مرکز سے ان کی دلچسپیاں اور ان کی ہمدردیاں پورے طور پر وابستہ ہو جائیں گی۔ وہ مسجد میں روزانہ جمع ہوں گی تو ماحول کا اثر انیس خود بخود طہارت کا نماز کا۔ اور احکام دینی کی بجا آوری کا احساس پیدا کردیگا۔ اس طرح محض سلائی کا کام نہیں ہوگا۔ روپیہ کی بچت ہوگی تمدنی احساس بڑھیگا۔ اور لاشعوری طور پر ہی سہی مگر دینی احساس بھی انہیں تقویت پکڑیگا۔ اور یہی وہ مقاصد ہیں جنکے پیش نظر ہم نے سلائی کلاس کی مشینوں کو تمام خواتین کے لیے عام کر دیا ہے۔

اپنے گھرانوں کے افلاس اور اپنی اجتماعی بدحالی کو دور کرنے کیلئے ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ خواتین کو بھی خاندان کی اجتماعی آمدنی بڑھانے میں حصہ دار بنایا جائے چنانچہ ہماری جو بہنیں اس پہ تیار ہوں گی وہ اجرت پر سلائی کا کام کریں۔ انکا ہم دلی خیر مقدم کریں گے اور ان کو اس کا پورا موقع دیا جائے گا کہ وہ ان مشینوں پہ اپنا کام جاری رکھیں اور اسطرح ایک باعزت اور شریفانہ طریقے سے اپنی آمدنی میں اضافہ کریں۔ ہم اپنی بہنوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم سرمایہ کی کمی کو کبھی ان کی راہ میں حارج نہیں ہونے دیں گے وہ پورے اطمینان کے ساتھ اپنے کام انجام دیں۔ ہم ان کو جتنی بھی مشینوں کی ضرورت ہوگی فراہم کریں گے اور انشاء اللہ ان کو یہ شکایت نہیں ہونے پائے گی کہ ان کے بھائی یا ان کی جماعت کے مرد۔ ان کی ضروریات کے مطابق انتظام نہیں کر سکے۔

عزم بلند ہو اور خلوص کارفرما تو راہ کے کانٹے پھول بن جاتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جس وادی میں ہم قدم رکھ رہے ہیں وہ ہماری غریب اور پسماندہ جماعت کے نقطہ نظر سے انتہائی خارزار ہے۔ مگر ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جس خدا نے آئمہ معصومین کے طفیل میں ہمیں اس منزل تک پہونچایا ہے وہی مسبب الاسباب ہمیں آئندہ بھی قدم بڑھانے میں معاون ہوگا۔ شرط صرف خلوص اور عمل کی ہے۔ اور جب تک یہ نعمت ہمارے سینوں میں موجود ہے ہمیں مایوس ہونیکی کوئی وجہ نہیں۔ ابھی کام کی ابتدا ہے۔ ہم خود جانتے ہیں کہ یہ ابتدا نہ ہماری امیدوں کی انتہا ہے اور نہ ہمارے عزائم کی صحیح تصویر۔ ہم اس مختصر سے فاطمی سلائی کلاس کو ایک شاندار اور ترقی یافتہ اسکول کی شکل میں تبدیل ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہم تبھی مطمئن ہوں گے جب ہم یہ سمجھ لیں کہ اب ہمارا یہ اسکول جو سیدانیوں اور کنیزان فاطمہؑ کی تعلیم کا مرکز قرار دیا گیا ہے شہر کی دوسری اچھی ترقی یافتہ درسگاہوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک قابل ذکر چیز یہ ہے کہ خود ہماری خواتین میں کافی سے زیادہ جوش اور جذبہ موجود ہے۔ جسکا ایک ثبوت اس سے ملتا ہے کہ فاطمی سلائی کلاس کے افتتاح کے موقع پر ہماری ایک محترم بہن نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے اپنی گہری اور بے پایاں محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کلاس کو جو معصومۂ عالم سلام اللہ علیہا کے اسم گرامی سے منسوب ہے۔ اپنی سونے کی دو چوڑیاں اتار کر دیدیں۔ رات کو جماعت کی جانب سے خطیب اعظم جناب مولانا سید محمد صاحب دہلوی مدظلہ العالی کے سفر افریقہ کے موقع پر جو الوداعی جلسہ جناب حاجی رجب علی پی ابراہیم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا اسمیں جناب فاطمہؑ کے خادم اور ہمارے قوم کے ایک مخدوم جناب حاجی محمد علی داؤد ناصر صاحب جے۔ پی۔ آنریری مجسٹریٹ نے ایک مومنہ کے اس بابرکت اور عظیم تحفے کو اس طور پر لے لیا کہ اسکے ہدیہ میں جماعت کو مبلغ چھ سو روپیہ عطا فرمائے اور اسطرح فاطمی اسکول چلانے

کے لئے جناب فاطمہؑ کی ایک کنیز کی وہ بابرکت چوڑیاں ہمارے کام آگئیں۔ جوان مومنہ سے بے پایاں خلوص اور بے پناہ عقیدت کے پھولوں میں سجا کر ہمیں پیش فرمائی تھیں۔

فاطمی سلائی کلاس میں اس وقت چودہ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں اور ان کے علاوہ صرف سات ماہ کی قلیل مدت میں سولہ سو چھپن (۱۶۵۶) خواتین نے اس کلاس کی مشینوں پر اپنے گھروں کے کپڑے سئے جو کلاس کی مقبولیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اس کلاس پر تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ سالانہ کا خرچ ہے جو آپ کی جماعت برداشت کر رہی ہے۔

تجوری

قومی بیت المال کا تذکرہ ہم مدت العمر سے سنتے رہے ہیں۔ یہ اسکیم ہمارے متعدد اداروں نے بنائی مگر ناکام رہی۔ ہم نے اسے حقیقت پسندی کی اساس پر منظم کرنیکی کوشش کی اسلئے کہ ہم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ دوسرے ادارے محض اسلئے ناکام رہے کہ وہ اس بات میں محض تخئیل پسندی اور ناقابل عمل مگر بلند تخیلات سے کھیلتے رہے تھے۔ ہم نے اسکے برعکس ایک عملی تجویز ایجاد کی۔ اور وہ یہ کہ ہم نے اپنی مسجد میں ایک تجوری نصب کرائی جسمیں چودہ معصومین کے ناموں پر چودہ خانے بنوائے۔ یہ تجوری رحمت اللہ اسمٰعیل تجوری والے کے مشہور کارخانہ میں سیکڑوں روپیہ کے خرچ سے خاص طور پر تیار کرائی گئی، اور اسمیں خاص صنعت یہ رکھی گئی کہ ہر ملکا روپیہ ایک علیحدہ خانہ میں جمع ہوتا ہے اور اتنا محفوظ رہتا ہے کہ کوئی چور اسپر دست انداز نہیں ہو سکتا۔

تجوری ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو امامیہ مسجد میں نصب کی گئی۔ اور اب تک اس تجوری میں سے جو رقم برآمد ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام خانہ	کل برآمد شدہ رقم		
		پائی	آنہ	روپیہ
۱	مسجد	۹	۳	۳۱۲
۲	امام حسینؑ	۶	۳	۹۹
۳	حضرت عباسؑ	۰	۱۰	۲۴۲۱
۴	مجالس	۳	۷	۷۱
۵	جماعت	۶	۰	۱۶۷۶
۶	غریب اموات	۹	۱۲	۱۳۴
۷	دینی امور	۳	۱۵	۶۳
۸	فاطمی سلائی کلاس	۰	۸	۲۳۳
۹	ازدواج	۹	۳	۳
۱۰	مسکین	۰	۲	۷۲
۱۱	طبی امداد	۶	۶	۱۰
۱۲	یتیم	۹	۰	۱۸۶
۱۳	بیوہ	۳	۰	۸۳
۱۴	تعلیم و لائبریری	۶	۱۵	۱۱۱۸

نمبر شمار	نام خانہ	کل برآمد شدہ رقم		
		پائی	آنہ	روپیہ
	مندرجہ ذیل خانے ۱۰ر فروری ۱۹۵۱ء سے بند کر دئیے گئے۔			
۱	حق امام	۰	۱	۴۲
۲	حق سادات	۳	۴	۴۸
۳	خمس	....	....	....
۴	زکواۃ	۶	۱۳	۸۹
	انھیں خانوں کی جگہ فاطمی سلائی کلاس، ازدواج مسکین اور طبی امداد کے خانے جاری کردیئے گئے ہیں جنکا تذکرہ اوپر کی سطور میں موجود ہے			
	کل میزان	۶	۱۲	۶۶۶۵

ان رقوم کے علاوہ بعض سونے چاندی کی چیزیں بھی برآمد ہوئیں جنکو مختلف اوقاف میں فروخت کرکے ان کی رقم حساب میں درج کر لی گئی۔ آمدنی کا یہ گوشوارہ بجائے خود اسکا مظہر ہے کہ قومی بیت المال کا یہ مختصر سا آغاز بہت کامیاب ثابت ہوا۔ اور اجتماعی خیرات کے اس طریقۂ کار کو قوم میں قبولیت عامہ حاصل ہو رہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ سلسلہ آگے چلکر اور بھی زیادہ کامیاب ہوگا۔ اور جماعت کی مالی حالت کی مضبوطی نیز غربا مومنین کی امداد کا ایک اچھا وسیلہ بن جائے گا۔

نوٹ:۔ تجوری کی یہ رقم گوشوارے میں شامل کر دی گئی ہے اور گوشوارے کے حساب میں اس رقم کی آمدنی اور خرچ درج ہے۔

MAAB 1431 maablib.org

گوشوارہ آمد و خرچ شیعہ اثنا عشری جماعت بمبئی

از یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۵۰ء

آمدنی

۱	تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
۱	جماعت کے چندے	۰	۸	۹۲۴
۲	مسجد	۹	۱۱	۳۱۹
۳	حضرت امام حسین علیہ السلام	۶	۳	۹۹
۴	حضرت عباس علیہ السلام	۰	۱۰	۲۴۲۱
۵	مجالس	۳	۱۳	۱۸۹۱
۶	جماعت	۶	۰	۱۶۸۱
۷	غریب اموات	۹	۶	۲۸۰
۸	دینیات	۳	۷	۲۲۲
۹	مسکین	۰	۲	۷۳
۱۰	یتیم	۹	۰	۲۰۷
۱۱	بیوہ	۳	۰	۸۳
۱۲	تعلیمات	۶	۱۵	۱۶۱۸

	تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ	
۱۳	عطیات	۰	۰	۱۱۲۴	
۱۴	زکواۃ	۶	۱۳	۸۹	
۱۵	معاشرت	۹	۹	۲۴۶	
۱۶	دستور العمل	۰	۱۲	۱	
۱۷	بجلی	۰	۰	۲۵	
۱۸	فاطمی سلائی کلاس	۹	۳	۸۴۸	
۱۹	طبی امداد	۶	۱۰	۱۳	
۲۰	حق امام	۰	۱	۴۲	
۲۱	حق سادات	۳	۴	۴۸	
	کل میزان	۳	۶	۱۳۲۶۱	

maablib.org

گوشوارہ آمد و خرچ

شیعہ اثنا عشری جماعت بمبئی

از یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۵۱ء

خرچ

	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۱	مسجد	۳	۴	۲۳۱
۲	غریب اموات	۹	۷	۳۰۴
۳	دینی امور و پیغام نجفی	۳	۱۰	۵۱۶
۴	مجالس	۶	۱۴	۲۵۶۷
۵	تنخواہ	۹	۳	۱۶۶۲
۶	فاطمی سلائی کلاس	۶	۵	۹۵۲
۷	مسکین	۰	۲	۷۲
۸	بیوہ	۰	۰	۳۵
۹	تعلیم، وظائف، دار المطالعہ وغیرہ	۰	۶	۵۲۳
۱۰	فرنیچر	۹	۱۲	۲۱۵۴
۱۱	طباعت	۰	۰	۴۷۶

maablib.org

	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۱۲	اسٹیشنری	۳	۰	۴۰۵
۱۳	معاشرت	۰	۸	۲۰۷
۱۴	ڈاک	۳	۱۵	۹۶
۱۵	جلسۂ عام	۶	۱۴	۵۱۳
۱۶	طبی امداد	۰	۱۲	۰
۱۷	بجلی	۰	۱۳	۲۸۶
۱۸	ٹیلیفون	۰	۱۰	۱۳
۱۹	متفرقات	۶	۱۱	۲۰۹
۲۰	پیشگی رقوم بیعانہ وغیرہ	۰	۰	۶۲۳
۲۱	حق امام	۰	۱	۴۲
۲۲	حق سادات	۳	۴	۴۸
	کل خرچ			
	۶ - ۱۲ - ۱۹۶۲			
	تحویل میں موجود	۹	۹	۳۱۸
	کل میزان	۳	۶	۱۲۲۶۱

نوٹ:۔ اس گوشوارہ میں محرم ۱۳۶۶ھ کی مجالس کی آمدنی و خرچ کا حساب شامل نہیں کیونکہ یہ حساب جناب منشی فرزند حسین کے پاس ہے اور موصوف نے باوجود جماعت کے بار بار تقاضا کے مجالس کا حساب اور بقایا رقم نہیں دیا۔

maablib.org

نقشہ ولادت و وفات چہاردہ معصومینؑ

تاریخ	ماہ ولادت	اسمائے مطہرہ !	تاریخ	ماہ وفات
۱۷	ربیع الاول	حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۸	صفر المظفر
۲۰	جمادی الثانیہ	حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۱۴	جمادی الاول
۱۳	رجب المرجب	حضرت امام علی مرتضیٰ علیہ السلام	۲۱	رمضان المبارک
۱۵	رمضان المبارک	حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	۲۸	صفر المظفر
۳	شعبان المعظم	حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ السلام	۱۰	محرم الحرام
۱۵	جمادی الاول	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۲۵	محرم الحرام
۱	رجب المرجب	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	۷	ذی الحجہ
۱۷	ربیع الاول	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	۱۵	رجب المرجب
۷	صفر المظفر	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۲۵	رجب المرجب
۱۱	ذیقعدہ	حضرت امام علی الرضا علیہ السلام	۱۷	صفر المظفر
۱۰	رجب المرجب	حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۳۰	ذیقعدہ
۱۵	ذی الحجہ	حضرت امام علی نقی علیہ السلام	۲۶	جمادی الثانیہ
۸	ربیع الثانیہ	حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	۸	ربیع الاول
۱۵	شعبان المعظم	حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام	۱۰	شوال غیبت

شیعہ اثنا عشری جماعت

کے

ممبر بن کے تنظیم قومی کو مضبوط بنائیے

maablib.org

مرکز احیاء آثار برتریة
MAAB 1431
maablib.org

۷۱۳۲

۷۸۶

دفتر کا پتہ!

شیعہ اثنا عشری جماعت (بمبئی)

امامیہ مسجد

مرزا علی اسٹریٹ بمبئی نمبر ۹

ٹیلیفون نمبر ۷۰۴۷۸

باہتمام: محمد اسمعیل جھری زادہ۔ پرنٹر قادری پریس نور منزل محمد علی روڈ بمبئی ۳
میں طبع ہوئی